احیائے اسلام اور امنِ عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

مئی 2022ء

# معاشرتی تعمیر اور کردار سازی کے اصول

# محبتِ الٰہی اور شوقِ ملاقات

## اولیاء و صلحاء کے اقوال و اعمال کی روشنی میں

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علمی و تربیتی خصوصی خطاب

# حضرت فریدِ ملت ڈاکٹر فرید الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

تحریک پاکستان کی تاریخ ساز علمی و روحانی اور سیاسی شخصیت

# ماہِ صیام کے بعد اعمالِ خیر پر استمرار و دوام

## ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ یورپ

## ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی دوحہ فورم 2022ء میں شرکت

عالمی رہنماؤں سے ملاقاتیں

## منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام

25 اجتماعی شادیوں کی 18ویں سالانہ تقریب

# ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ یورپ (سپین، سویڈن، ڈنمارک، اٹلی)

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

# ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد: 36 / شمارہ: 4 / شوال ۱۴۴۳ھ / مئی 2022ء

بفیضانِ نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیرِ سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ

زیرِ نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

چیف ایڈیٹر نوراللہ صدیقی

ایڈیٹر محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد رفیق نجم، محمد فاروق رانا
عین الحق بغدادی

مجلس مشاورت
خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین
مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، محمد شفقت اللہ قادری
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، محمد افضل قادری

## حسن ترتیب


| | | |
|---|---|---|
| اداریہ: نظم وضبط اور بیداریٔ شعور کی مہم | چیف ایڈیٹر | 3 |
| القرآن: محبتِ الٰہی اور شوقِ ملاقات | شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری | 5 |
| الفقہ: حالتِ غربت ومظلومیت کو تقدیر پر محمول کرنا کیسا ہے؟ | مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی | 12 |
| معاشرتی تعمیر اور کردار سازی کے اصول | پروفیسر محمد الیاس اعظمی | 15 |
| قول وفعل میں ہم آہنگی۔ صفتِ مومن | ڈاکٹر حافظ محمد سعداللہ | 21 |
| ماہ صیام کے بعد اعمالِ خیر پر استمرار ودوام | محمد علی قادری | 25 |
| حضرت فریدِ ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ | محمد شفقت اللہ قادری | 29 |
| MWF کے زیرِ اہتمام 25 اجتماعی شادیاں | سید امجد علی شاہ | 33 |
| ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی دوحہ فورم 2022ء میں شرکت (رپورٹ) | | 34 |
| ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ یورپ | رپورٹ: جی ایم ملک | 35 |


ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ
www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس وسالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبر شپ/ رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

کمپیوٹر آپریٹر محمد اشفاق انجم | گرافکس عبدالسلام
خطاطی محمد اکرم قادری | عکاسی قاضی محمود الاسلام

قیمت فی شمارہ: 35 روپے | سالانہ خریداری: 350 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ وریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک فیصل ٹاؤن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

## حمد باری تعالیٰ

ہے تُو سب کا خالقِ کبریا، تجھے حمد ہے تجھے حمد ہے
نہیں کوئی بھی کہیں دُوسرا، تجھے حمد ہے تجھے حمد ہے

تُو غفور ہے تو رحیم ہے، تری ذات سب سے عظیم ہے
ہمہ کبر و ناز تجھے رَوا، تجھے حمد ہے تجھے حمد ہے

ہوں وہ بحر و بر کہ شجر حجر، مہ و مہر یا مَلک و بشر
سبھی مانتے ہیں تجھے خدا، تجھے حمد ہے تجھے حمد ہے

ہے تو بادشاہوں کا بادشہ، ہوں مَیں ایک مفلس و بے نوا
ترا فضل مجھ پہ رہے سدا، تجھے حمد ہے تجھے حمد ہے

ہوں مَیں ایک بندۂ روسیہ، تری بارگاہ میں آ گیا
مجھے عفو کر دے مرے خدا، تجھے حمد ہے تجھے حمد ہے

لگیں تُلنے جب کہ عمل مرے، مجھے مغفرت کی سند ملے
تری مِلک میں ہے جزا سزا، تجھے حمد ہے تجھے حمد ہے

مَیں بِتاؤں ایسے یہ زندگی، کہ ادا کروں حقِ بندگی
مرے سامنے ہو تری رضا، تجھے حمد ہے تجھے حمد ہے

ہے یہ آرزو دمِ مرگ بھی، ہو درِ نبیؐ پہ جبیں جھکی
مرے عجز کا تجھے واسطہ، تجھے حمد ہے تجھے حمد ہے

تری قدرتوں میں دو جہاں، ہوں میں عبدِ عاجؔز و بے نشاں
مَیں تو ایک ذرّہ ہوں خاک کا، تجھے حمد ہے تجھے حمد ہے

﴿ڈاکٹر مقصود احمد عاجز﴾

## نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

اے جان! اتباعِ طریقِ بلالؓ کر
دل کو فدائے حسنِ شہِ خوش خِصال کر

سلطانِ شرق و غرب پہ ہر آن پڑھ درود
مدحِ جمالِ شاہِ جنوب و شمال کر

غیروں کے پاس جا نہ غموں کے علاج کو
مشکل کشائے دہر کے در پر سوال کر

مت ڈھونڈ نقص ذاتِ رسولِ کریم میں
وہ تیرے عیب پوش ہیں کچھ تو خیال کر

ہے ان کی ذات وجہِ سکینت جہان میں
ذکرِ نبیؐ سے روح و دل و جاں نہال کر

خوابوں میں بھی رہے ترے لب پر نبیؐ کی نعت
ایسا نبیؐ سے دل کا تعلق بحال کر

دنیا میں میری ساری کمائی یہی تو ہے
”رکھوں میں کیوں نہ ان کی محبت سنبھال کر“

رکھیں گے لاج تیری وہ دونوں جہان میں
ہمذاؔلی جان و دل کو نہ وقفِ ملال کر

﴿انجینئر اشفاق حسین ہمذالی﴾

# اداریہ

# نظم وضبط اور بیداریٔ شعور کی مہم

چیف ایڈیٹر
نوراللہ صدیقی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے موجودہ حالات کے تناظر میں کارکنان کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ ہر قسم کے احتجاج، انتشار، تقسیم اور دنگا فساد سے دور رہیں۔قیادت کا یہ اولین فریضہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے کارکنان کی تربیت کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں گرم، سرد حالات سے باخبر رکھتے اور ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ قیادت کیلئے اس کے کارکنان اس کی اولاد کی طرح ہوتے ہیں۔ وطن عزیز کے حالیہ سیاسی، سماجی حالات نئے نہیں ہیں، عدمِ استحکام کا یہ سلسلہ چار دہائیوں پر پھیلا ہوا ہے۔زندگی کا ہر شعبہ نا اہلی، کرپشن اور اقربا پروری کی وجہ سے زوال پذیر ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے قومی جسم کو لاحق عوارض کی تشخیص 40 سال قبل کر لی تھی۔ ان کا مؤقف تھا کہ اگر اقوامِ عالم میں بطور قوم معتبر ہونا ہے تو اس کے لئے نوجوانوں کو تعلیم، تربیت اور پختہ شعور دینا ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ فرسودہ نظام سے نجات حاصل کرنا ہوگی، بصورت دیگر کولہو کے بیل کی طرح ہماری کوئی منزل نہیں ہوگی۔ شیخ الاسلام نے فصاحت کے ساتھ بیان کر دیا کہ یہ نظام فساد کی جڑ ہے اگر اس نظام کے اندر جوہری تبدیلیاں (جامع اصلاحات) نہ لائی گئیں تو پھر ایک یا دو الیکشن نہیں سو الیکشن بھی کروا لئے جائیں چہرے تو بدلیں گے مگر عوام دوست کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔

سسٹم میں جوہری تبدیلیوں کیلئے شیخ الاسلام نے کارکنان کی ہمہ جہتی تربیت کا آغاز کیا اور ایک ملک گیر بیداری شعور مہم چلائی گئی۔ جو الحمدللہ تا حال پوری آب و تاب کے ساتھ جاری ہے۔شعور و آگہی کے بغیر انفرادی یا اجتماعی سطح پر بہتری کی کوئی کاوش ثمر بار نہیں ہوسکتی۔اس ضمن میں شیخ الاسلام نے تحریک کے فکری امتیازات، قیادت کے اوصاف، اسلامی فلسفہ حیات، ایمانی زندگی کے تقاضے، حصولِ مقصد کیلئے نتیجہ خیز جدوجہد، قرآنی فلسفہ انقلاب، معیشت، معاشرت کے موضوعات پر کارکنان کی تربیت کی۔ اسی تربیت کا نتیجہ ہے کہ اگر کارکنان لاکھوں کی تعداد میں ایک شہر سے دوسرے شہر جائیں تو نہ پتا ٹوٹتا ہے اور نہ کوئی گملہ۔ شیخ الاسلام کے تربیت یافتہ کارکنان کے نظم و ضبط کا ایک زمانہ گواہ ہے۔ شاید ہی کوئی اور ایسی قیادت موجود ہو جس کے ایک اشارے پر کارکن متحرک ہوتے ہوں یا ساکت ہوتے ہوں لیکن ان کارکنان کی تربیت بھی اس انداز سے کی گئی ہے کہ وہ تحریک کی پالیسیوں اور وقوع پذیر ہونے والی تبدیلیوں کے بارے میں برملا اور دوٹوک سوال بھی کرتے ہیں، جواب بھی مانگتے ہیں اور اپنی رائے کا اظہار بھی کرتے ہیں اور پھر جب فیصلہ اتفاق رائے کے ساتھ ہو جاتا ہے تو پھر اسے من وعن قبول کرتے ہیں۔

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی جادوئی شخصیت کو اگر ایک جملے میں بیان کرنا ہو تو وہ ان کا نظم و ضبط ہے۔ بانی پاکستان نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ ایک نظم کے ساتھ گزارا ہے اور ان کے نظم و ضبط کے بدترین مخالف بھی معترف تھے۔ قائد اعظمؒ انگریزی زبان میں بات کرتے تھے مگر عامۃ الناس کا یہ ایمان تھا کہ قائد اعظمؒ جو کہتے ہیں وہی سچ ہے۔ قیادت اور کارکن کے درمیان جب نظم و ضبط اور اعتماد کا رشتہ قائم ہو جائے تو پھر اس قوم کو منزل تک پہنچنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ اسی نظم و ضبط اور قیادت پر اعتماد کے نتیجے میں پاکستان وجود میں آیا۔ جو قوتیں پاکستان کی تشکیل کی مخالف تھیں، ان کے پاس طاقت، وسائل اور افرادی قوت اسلامیانِ برصغیر سے کہیں زیادہ تھی مگر فتح قائد اعظمؒ اور ان کے چاہنے والوں کی ہوئی۔ اس کی وجہ قیادت پر اعتماد اور نظم و ضبط کی پاسداری تھی۔ نظم و ضبط ہی کسی قوم اور معاشرے کی تہذیب و شائستگی کا معیار پرکھنے کا واحد پیمانہ ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 40 سالہ تحریکی جدوجہد کے دوران کارکنوں کو نظم و ضبط سکھایا ہے۔ جب تک کارکن ڈسپلن کے سنہری اصول پر کاربند رہیں گے، مصطفوی انقلاب کا یہ قافلہ پوری آب و تاب کے ساتھ اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہے گا اور الحمدللہ یہ نظم و ضبط کارکنان میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں تحریک کے خلاف مخالفانہ ہوائیں چلیں مگر کوئی منفی سوچ تحریک کا بال بھی بیکا نہ کرسکی۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تعلیم و تربیت کیلئے روز اول سے ہی انتظام فرما دیا تھا۔ انسان کو خسارے سے نکال کر رشکِ ملائک بنانے تک کے سفر کیلئے رب کائنات نے ایک لاکھ 24 ہزار پیغمبر بھیجے یعنی ایک پر امن، اعتدال و توحید پسند امت کیلئے تربیت بنیادی نقطہ ہے۔ اسلامی طرز حیات اور معاشرت میں نومولود کی نگہداشت اور تربیت کا فریضہ اللہ نے والدین کے سپرد کیا اور پھر جب وہی نومولود بلوغت کا سفر طے کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے تو تربیت کا فریضہ استاد لے لیتے ہیں۔ اس طرح تربیت کا یہ مرحلہ پیشہ ورانہ زندگی میں داخل ہوجاتا ہے اور پھر زمانہ بھی بذاتِ خود ایک استاد ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے انسان کی تربیت کے اسلامی فریضے کی انجام دہی پر تمام تر توجہ مرکوز رکھی ہے۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل فی زمانہ کرۂ ارض کی واحد اصلاحی تحریک ہے جو تربیت پر سب سے زیادہ فوکس کر رہی ہے۔ تربیت کے مراحل کی بجا آوری میں اس کے انسٹیٹیوشنز کا مرکزی کردار ہے۔ یہ انسٹیٹیوشنز تربیت کی وجہ سے دیگر انسٹیٹیوشنز سے منفرد اور ممتاز ہیں۔ عصری تعلیم کے میدان میں منہاج یونیورسٹی لاہور، مدارسِ دینیہ میں نظام المدارس پاکستان، دینی اور دنیاوی تعلیم کے فروغ میں کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز، منہاج ایجوکیشن سوسائٹی، لارل ہوم انٹرنیشنل سکولز، منہاج کالج برائے خواتین، آغوش آرفن کیئر ہوم اپنی ایک خاص پہچان رکھتے ہیں، یعنی تعلیم، تربیت اور نظم و ضبط شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے کارکنان کی شناخت ہے، اس شناخت کو قائم رکھنا کارکنان کی اولین تنظیمی، تحریکی اور فکری ذمہ داری ہے۔

آغاز میں بیان کیا گیا کہ قیادت ہر مرحلہ پر اپنے کارکنان کی رہنمائی اور حفاظت کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ آج ہم جس عہد میں جی رہے ہیں، یہ سوشل میڈیا کا عہد ہے، سوشل میڈیا کے ذریعے امت کے اتحاد کا فریضہ بھی انجام دیا جا سکتا ہے اور منفی سوچ رکھنے والے افراد اس سے شر انگیزی کا کام بھی لیتے ہیں۔ کچھ گروہ ایسے بھی سوشل میڈیا پر متحرک رہتے ہیں جو معصوم عوامی جذبات کو مذموم مقاصد کیلئے استعمال کرتے اور دوسروں کی زندگیاں جہنم زار بنا دیتے ہیں۔ آج کل سوشل میڈیا پر پاکستان کی سلامتی سے کھلواڑ کرنے والوں کی پکڑ دھکڑ کا سلسلہ جاری ہے اور اس پکڑ دھکڑ میں وہ افراد بھی آ رہے ہیں جن کا براہ راست کسی فتنہ سے کوئی تعلق نہیں مگر نفرت اور تشدد کی لہر کا انجانے میں وہ بھی حصہ بن گئے اور اب وہ سنگین نتائج کا سامنا کر رہے ہیں۔ اسی لئے جیسے ہی موجودہ سیاسی قضیہ رونما ہوا تو شیخ الاسلام نے فوراً کارکنان کو ہدایات جاری کیں کہ وہ جانے یا انجانے میں کسی شورش کا حصہ مت بنیں۔ ان کا کہنا تھا کہ جب تک حالات موافق رہتے ہیں، کرسیوں پر بیٹھنے والوں کو کوئی مسئلہ نہیں ہوتا مگر جب ان کے مفادات پر زد پڑتی ہے تو پھر وہ عقائد، نظریات اور خودداری کے نعرے تخلیق کر لیتے ہیں اور معصوم کارکنان کی توانائیوں اور زندگیوں سے کھیلتے ہیں۔ شیخ الاسلام کی فکر اول روز سے ابہام سے پاک ہے۔ یہ فکر ہر نوع کے تشدد اور انتہاپسندی سے مبرا اور اعتدال و میانہ روی کی مصطفوی تعلیمات سے مزین ہے۔ اس وقت اسمبلیوں میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ بیداریٔ شعور کی مہم کو مزید تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ انتشار، غربت، ناخواندگی اور بے مقصدیت نے پورے نظام زندگی کو زوال پذیر بنا رکھا ہے۔ مایوسی کے اس اندھیرے میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی شخصیت اور تحریک منہاج القرآن کے ادارے اور فورمز روشنی کی کرن ہیں۔ اطاعتِ امیر اور نظم و ضبط کی طاقت سے ان شاء اللہ تعالیٰ مشکلات آسانیوں میں بدلیں گی۔

# محبتِ الٰہی اور شوقِ ملاقات

## قرب بڑی نعمت بھی ہے اور بڑی آزمائش بھی

### شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا علمی و تربیتی خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین......معاون: محبوب حسین

علمِ صحیح، عقیدۂ صحیح اور معرفتِ صحیحہ پر قائم لوگ اللہ کی محبت میں کثرت سے سجدہ ریزیاں اور آہ و بکاء کرنے والے ہوتے ہیں۔ جس قدر ان کے سجدوں اور آہ و بکاء میں اضافہ ہوتا ہے، اسی قدر معرفتِ الٰہی ان پر آشکار ہوتی ہے اور عشق و محبتِ الٰہی میں آہ و بکاء کرنا ان کے خشوع و خضوع میں اضافہ کا باعث ہوتا چلا جاتا ہے۔ رونے اور گریہ و زاری کے چھ اسباب ہیں:

رونے کا پہلا سبب ''الخطیئه'' ہے۔ یعنی انسان اپنی خطاؤں کو یاد کرکے روتا ہے۔ رونے کا دوسرا سبب ''خوف'' ہے۔ یعنی خطاؤں کے احساس پر یا اللہ رب العزت کی ہیبت اور جلال پر خوفزدہ ہوتے ہوئے انسان روتا ہے۔ رونے کا تیسرا سبب الفقد ہے۔ یعنی اللہ رب العزت کے کسی احسان، کرم اور نعمت سے بندہ محروم ہوجائے تو اس پر بندے کو جو رونا آئے اُسے بکاء الفقد کہتے ہیں۔ بکاء کا چوتھا سبب ''الحیاء'' ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم اور شفقت اور اس کی مہربانیوں، عنایتوں اور بخششوں کے حیاء میں رونا بکاء الحیاء ہے۔ بکاء کا پانچواں سبب الهیبة ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی و عظمت اور اعلیٰ مقام کا تصور کرکے رونا ''بکاء الهیبة'' ہے۔ گریہ و زاری اور بکاء کا چھٹا سبب اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس سے ملاقات کے شوق میں رونا ہے۔

بکاء الشوق والمحبة کے حوالے سے چند واقعات ماہ اپریل 2022ء کے شمارہ میں شائع ہوچکے ہیں، اس حوالے سے مزید واقعات درج کیے جارہے ہیں، جن سے اندازہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا گریہ و زاری کرنا کس سوچ اور ارادے کے تحت ہوتا ہے اور وہ کس طرح اِس گریہ و زاری اور بکاء کے ذریعے لذتِ توحید سے آشنا ہوتے ہیں۔

## قرب میں آزمائش ہے

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو حرمِ کعبہ میں دیکھا کہ وہ عارفوں اور عاشقوں کی طرح رو رہا تھا۔ میں اس کے قریب ہوا کہ معلوم کروں کہ کیا کہتا ہے؟ میں نے اس سے پوچھا: اے رونے والے! کیا تیرا کوئی دوست نہیں ہے؟ اس نے کہا: ہاں، ہے۔

میں نے پوچھا: حبیبک قریب ام بعید؟ تیرا دوست تیرے قریب رہتا ہے یا تجھ سے بہت دور ہے؟ یعنی تو رو کیوں رہا ہے؟ کہیں تیرا دوست تجھ سے دور تو نہیں ہے؟

اس نے کہا: میرا دوست میرے بہت قریب ہے۔

میں نے پوچھا: مخالف لک ام موافق؟ کیا تیرا دوست تیرے مخالف ہوگیا ہے اور تیرے موافق نہیں رہا، اس لیے تو رو رہا ہے؟

اس نے کہا: بل موافق لی. میرا دوست میرے ساتھ

☆ خطاب نمبر: Ft-24، تاریخ: 29 مارچ 2021ء، بمقام: مرکزی سیکرٹریٹ لاہور

ہے۔ میرے مخالف نہیں ہوا، میرا بڑا خیال رکھتا ہے۔

میں نے کہا: سبحان اللہ! جب تیرا دوست بھی ہے، تیرے بہت قریب بھی ہے اور تیرا خیال بھی بہت رکھتا ہے تو پھر کیوں روتا ہے؟

اس نے کہا: تجھے معلوم نہیں ہے کہ دوری اور مخالفت کا عذاب کم ہوتا ہے جبکہ قربت اور موافقت (دوستی) کا عذاب بہت شدید ہوتا ہے۔ جب دوستی اور تعلق مل جاتا ہے، محبت استوار ہوجاتی ہے تو اس قربت و موافقت میں ہمیشہ ڈر لگا رہتا ہے کہ کہیں محبوب کی بے ادبی نہ ہوجائے، کہیں کوئی خطا نہ ہوجائے، کہیں اس کے امر کی اہمیت کم نہ ہوجائے، کہیں وہ مجھ سے خفاء نہ ہوجائے، کہیں رخ نہ پھیرلے، کہیں مجھ سے ادنیٰ سی غفلت نہ ہوجائے اور اس کے دھیان میں کمی نہ آجائے۔ جب محبوب کی قربت، دوستی اور ولایت ملتی ہے تو دل میں یہی دھڑکن اور خدشہ لگا رہتا ہے اور یہ کیفیت اس عذاب سے بھی سخت ہوتی ہے جو مخالفت اور بُعد کا عذاب ہوتا ہے۔ قرب بڑی آزمائش ہے، اس بات پر روتا ہوں کہ کہیں غلطی نہ ہوجائے اور میں اس کی نگاہوں سے گر نہ جاؤں۔

## مومن اور منافق کے رونے میں فرق

صوفیاء، عرفاء اور عاشقین کہتے ہیں کہ منافق کا رونا فقط آنکھ کا رونا ہوتا ہے، اس کی آنکھ روتی ہے مگر اس بکاء میں اس کا دل شریک نہیں ہوتا جبکہ مومن کا رونا دل کا رونا ہے، اس کی آنکھ کے ساتھ ساتھ اس کا دل بھی شریک ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات تو آنکھ نہیں روتی مگر دل حالتِ بکاء میں ہوتا ہے چونکہ اس کا دل عشقِ الٰہی سے لبریز ہوتا ہے۔

حضرت فضیل ابن عیاض فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص کو دیکھو کہ وہ آنکھ سے روتا ہے مگر اس کا دل غافل ہے اور دل اپنے مولا کو بھولا ہوا ہے تو سمجھ لو کہ یہ رونا منافقت کا رونا ہے۔ مومن کی بکاء یہ ہے کہ اس کا دل کبھی مولا کی یاد سے غافل نہیں ہوتا اور کبھی اس کے دل پر غفلت طاری نہیں ہوتی۔ آنکھ روئے یا نہ روئے مگر دل کبھی اسے نہ بھولے اور اس کی یاد میں روئے۔

## قربتِ محبوب کے لیے محبوب کی پسند کو اپنانا

حضرت مالک بن دینارؒ اپنے نفس کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے:

اے نفس تو چاہتا ہے کہ تو آخرت میں جنت میں اپنے مالک و محبوب کے پڑوس میں جائے۔۔۔ تو چاہتا ہے کہ وہاں تجھے اس کا دیدار اور قربت نصیب ہو۔۔۔ تو بتا اے نفس! کون سی شہوت ہے جو تو نے اس محبوب کے لیے چھوڑ دی ہے۔۔۔؟ نفس کی کون سی بری خواہش ہے، جس کو تو نے اس محبوب کے دیدار کی خاطر ترک کردیا ہے۔۔۔؟ نفس کی وہ کون سی مرغوبات اور محبوبات ہیں جن کو تو نے اس محبوب کی قربت اور پڑوس کے لیے ترک کردیا ہے۔۔۔؟ کون سا بُعد ایسا ہے جو تو نے اللہ تعالیٰ کی قربت میں بدل دیا ہے۔۔۔؟ اپنے عمل، ریاضت، تقویٰ، پرہیزگاری، صدق و اخلاص، عبادتوں، عبدیت، اخلاق اور اپنے ظاہر و باطن کو بدل کر کون سی دوری کو تو نے قربت بنادیا ہے۔۔۔؟ کون سی عداوت ایسی ہے جو تو نے اللہ کی وجہ سے رکھی ہے کہ یہ چیزیں اللہ کو ناپسند ہیں، اس لیے تو ان کو چھوڑ دے۔۔۔؟

تیرا نفس جو تجھے کہتا ہے تو وہ کرتا ہے، خواہ وہ عمل اللہ کو ناپسند ہو۔۔۔ تو اس نفس کی غلامی کرتا ہے، نفس کی چاہت کی وجہ سے تو تکبر، شہوت، لذت، منصب، طاقت، مال اور عزت کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے۔ ان ساری چیزوں میں سے بتا! اس محبوب کی قربت کے لیے کون کون سی چیزیں تو نے چھوڑی ہیں۔۔۔؟ کون سا غصہ ایسا ہے جو تو اللہ کے لیے پی گیا۔۔۔؟ جب بات تمہاری خواہش کی نہیں ہوتی، ہر معاملہ تمہاری اپنی راحت کے مطابق نہیں ہوتا تو غصے میں آتے ہو، کتنے غصے مالک کے لیے پی گئے ہو۔۔۔؟ کتنی معافیاں تم نے مالک کی رضا کے لیے لوگوں کو دی ہیں۔۔۔؟ لوگ تم سے ناراض اور تم لوگوں سے خفا ہوتے ہوگے، تمہارے خیال میں کسی نے تمہاری بے عزتی کی ہوگی، کسی نے تمہاری حق تلفی کی ہوگی، کسی نے تمھیں عزت نہ دی ہوگی، جو جو تم چاہتے یا سوچتے ہو، تمہارا ذہن، دل، دماغ جو کہتا ہے، وہ تمھیں نہیں ملا

ہوگا اور تم ناراض ہوگئے ہوگے، اللہ سے معافی کے طلب کی امید رکھنے والے! بتا کتنی معافیاں تم نے دنیا کے لوگوں کو دی ہیں کہ اب اللہ کی معافی کے طلبگار بن سکو۔۔۔؟

حضرت مالک بن دینارؒ اس طرح اپنے نفس سے گفتگو کرتے اور اس طرح کرتے کرتے ہمیشہ مجلس میں بے ہوش ہوجاتے تھے۔

## دیدار کے قابل کہاں میری نظر ہے

حضرت امام حسن بصریؒ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہا کہ میری ایک بیٹی ہے، وہ ہر وقت روتی رہتی ہے۔ روتے روتے اس کی آنکھوں کی بینائی کم ہوتی جارہی ہے۔ آپ میرے ساتھ چلیں اور میری بیٹی کو یہ نصیحت کریں کہ کچھ اپنی جان کا خیال کرے اور کچھ نرمی کرے۔ امام حسن بصریؒ اس صاحب کے ساتھ چلے گئے اور اس کی بیٹی کو نصیحت کی کہ بیٹی! اپنی جان کے ساتھ کچھ نرمی کر۔ آپ کے کلماتِ نصیحت سننے کے بعد اس بیٹی نے کہا: اے میرے شیخ! میرا رونا دو اسباب میں سے کسی ایک سبب کے باعث ہے:

پہلا یہ کہ میں سوچتی ہوں کہ جب جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو کیا میری آنکھیں اللہ کے دیدار کے قابل ہیں کہ اس کو دیکھ سکوں، یا میری آنکھیں اس کے دیدار کے قابل نہیں ہیں؟ شیخ! اگر تو میری آنکھیں اس کے دیدار کے قابل نہیں ہیں یا یہ آنکھیں مولا کا دیدار نہیں کرسکتیں تو پھر رو رو کر انہیں نابینا ہی ہوجانا چاہیے کہ جو آنکھیں اس کے دیدار کے قابل نہیں تو وہ بینائی رکھنے کی حقدار نہیں۔ جب یہ محبوب کو جنت میں نہیں دیکھ سکیں گی یا اس دنیا میں اس کی تجلیات کا مشاہدہ نہیں کرسکتیں تو پھر ان آنکھوں کی بینائی کا ختم ہوجانا ہی بہتر ہے۔

دوسرا امکان یہ ہے کہ اگر واقعتاً میری یہ آنکھیں اس قابل ہوگئی ہیں کہ اس کا دیدار یا اس کی تجلیات کا مشاہدہ کرسکیں تو یہ دو کیا دو ہزار آنکھیں بھی ہوں تو اس نعمت کے شکر پر قربان ہیں۔ یعنی میں اس صورت میں شکر مندی کا رونا روتی ہوں کہ مولا تو نے میری آنکھوں کو اس قابل بنادیا ہے کہ تیرا دیدار کرسکیں اور تیری تجلیات کا مشاہدہ کرسکیں۔

اس بیٹی کی یہ بات سن کر سیدنا امام حسن بصریؒ کھڑے ہوگئے اور چلتے ہوئے کہنے لگے: میری بیٹی! میں تمہارے درد کا مداوا کرنے آیا تھا مگر تم سے مل کر خود سراپا درد بن کر جارہا ہوں۔ میں تمہارے لیے طبیب اور معالج بن کر آیا تھا مگر میں تو خود مریض بن کر جارہاہوں۔

واہ! یہ کیسے لوگ تھے اور کتنا پاک زمانہ تھا کہ ان میں سے کسی میں انا اور تکبر نہ تھا، کوئی اپنے آپ کو بڑا نہیں جانتا تھا۔ امام حسن بصریؒ کا اپنا ایک مقام ہے مگر کوئی بڑا پن نہیں تھا، کوئی ''میں'' نہیں تھی۔

## شوقِ ملاقات

امام السید احمد الرفاعی ''**حالة اهل الحقيقة مع الله**'' میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمہ بنت خالد المخزومی بیان کرتی ہیں کہ ایک عارفہ و عاشقہ خاتون شام سے اللہ کے گھر کے طواف کے لیے آئیں، ان کو حزینہ شامیہ کہتے تھے۔ وہ عشقِ الٰہی میں بڑا روتیں اور غمزدہ رہتی تھیں۔ ان پر ہمیشہ اللہ کے دیدار کی آرزو اور شوق کا غلبہ رہتا تھا۔ جب کبھی طواف کے دوران ان کی نگاہ کعبہ کے دروازے پر پڑتی تو بے اختیار ان کی زبان سے نکلتا: ''**بيت ربي، بيت ربي**'' ''میرے رب کا گھر، میرے رب کا گھر''

بس یہی کہتیں اور زاروقطار روتیں۔ ایک روز کعبہ شریف کا دروازہ کھلا تھا اور کچھ لوگ اندر داخل ہورہے تھے اور اندر جاکر رو رہے تھے۔ یہ خاتون دروازے کے پاس گئیں کہ سنوں یہ رونے والے کیا کہہ رہے ہیں؟ انھوں نے سنا کہ اندر داخل ہونے والے کہہ رہے تھے:

**مالكنا وقرة اعيننا!** اے ہمارے مالک اور اے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک، شوقِ ملاقات میں زمانہ گزر گیا۔

**متىٰ تكون ملاقاتنا؟** ہماری ملاقات کب ہوگی؟

اس خاتون نے جونہی یہ کلمات سنے تو ان کی چیخ نکلی، بیہوش ہوکر گر پڑیں، کچھ وقت جسم تڑپتا رہا اور پھر روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔

☆ حضرت سیدنا ابوہریرہؓ کے ایک ساتھی بازار جانے لگے تو آپ نے پوچھا کہ کہاں جارہے ہو؟ انھوں نے کہا کہ میں بازار گھر والوں کے لیے کچھ چیزیں خریدنے جارہا ہوں، اگر آپ کو بھی کچھ چاہیے تو بتادیں، میں لے آؤں گا۔ حضرت ابوہریرہؓ رو پڑے اور فرمانے لگے: ''ہاں! ایک چیز خریدنی ہے، اگر تم خرید کر لاسکو۔ انھوں نے پوچھا: کیا؟ فرمایا: اگر تمہاری قدرت اور طاقت خرید کر لانے کی ہو تو اس شے کو میرے لیے لے آؤ اور وہ موت ہے۔ مجھے مولا سے ملاقات کا انتظار کرتے کرتے طویل زمانہ گزر گیا۔ کب موت کے دروازے سے گزر ہوگا اور اس سے ملاقات ہوگی۔

یہ کہہ کر آپؓ زارو قطار رو پڑے اور کہنے لگے کہ وہ مجھے نہیں دیکھنے دیتا، میں اس قابل نہیں ہوں کہ اسے دیکھ سکوں۔

☆ حضرت ابوالفتح الموصلیؒ کی دو بیٹیاں تھیں اور دونوں عارف باللہ تھیں، اللہ نے انھیں اپنی معرفت کا خزانہ دے رکھا تھا۔ وہ دونوں حج کے لیے گئیں اور جب کعبۃ اللہ کے قریب پہنچیں تو ایک بہن نے دوسری بہن سے پوچھا: أهذا بيت ربي؟ میری بہن! کیا یہ ہے میرے رب کا گھر؟ اس نے جواب دیا: ہاں، یہی ہے مولا کا گھر۔ یہ سن کر اس کی چیخ نکلی اور اسی لمحے روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔

واہ! کیا پاکیزہ زمانہ تھا۔ آج اگر کوئی میری تمنا و خواہش یا حسرت پوچھے تو میں یہ کہوں گا کہ کاش میں بھی اس زمانے میں پیدا ہوا ہوتا جس زمانے کے لوگوں کو اس نے یہ لذتِ بکاء و گریہ زاری دی تھی، جن کو اس نے اپنا عشق اور معرفت دی تھی، جن سے حجابات اٹھادیئے تھے اور جو اس کی تجلیات کے سمندروں میں غوطہ زن رہتے تھے۔ آہ! کیسے عاشق تھے کہ ایسے احوال ان پر طاری ہوتے کہ چیخ نکلتی اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کرجاتی۔ کاش میں بھی اس زمانے میں ہوتا اور ان عاشقوں کی مجلس مجھے بھی نصیب ہوتی۔ کاش! کبھی کسی ایسے موقع پر ان عاشقوں اور عارفوں کی ہمراہی میں میری بھی چیخ نکلتی اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی ہوتی۔ اب تو صورتِ حال بقولِ اقبال یہ ہے کہ:

نہ وہ عشق میں رہی گرمیاں
نہ وہ حسن میں رہی شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی
نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں
جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی
تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا
تجھے کیا ملے گا نماز میں

یہ صنم آشنائی کا دور ہے۔ کتنے ہی صنم ہیں جو دل میں گھر کرگئے ہیں اور ہمیں خبر ہی نہیں۔ ہائے افسوس! ہمارے ذہن، دل اور سوچیں فریب زدہ ہوچکی ہیں۔

## علاماتِ محبت و شوق

سیدنا ابراہیم بن ادہمؒ فرماتے ہیں کہ میں لبنان کے سفر پر تھا کہ وہاں پہاڑوں میں ایک جوان کو دیکھا جو کھڑا ہوا یہ کہہ رہا تھا:

**يامن قلبي له محب ونفسي له خادم**

اے وہ محبوب! میرا دل جس کا عاشق ہے اور میری جان جس کی خادم ہے۔

**شوقي اليه شديد متى القاك** میرا شوق بہت شدید ہوگیا ہے، تجھ سے ملاقات کب ہوگی؟

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ فرماتے ہیں کہ میں اس کے قریب ہوا اور اس سے پوچھا: ''**رحمک الله ماعلامة حب الله**''۔

اللہ تجھ پہ رحم کرے، مجھے بتا! اللہ کے عشق اور محبت کی علامت کیا ہے؟

اس نے جواب دیا: **حب ذکره**۔ اس کی یاد اور ذکر سے محبت کرنا، عشق کی علامت ہے۔ جس کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو وہ اس کے ذکر، یاد، تذکرے، زندگی الغرض اس کی ہر شے سے محبت کرتا ہے۔

میں نے پوچھا: **فما علامة المشتاق؟** اس کا شوق رکھنے والے اور اس سے محبت رکھنے والے کی علامت کیا ہے؟

اس نے کہا: **ان لا ينساه في كل حال.**

وہ کسی حال میں بھی محبوب کو نہ بھولے۔ اگر اس کا دل کسی بھی حال میں محبوب کو نہیں بھولتا تو پھر وہ اس کا مشتاق ہے۔

## وہ لذتیں جو جنت میں نہیں ہیں!

حضرت ابوالحسین کہتے ہیں کہ دنیا سے بہت لوگ لذتوں کو چکھے بغیر چلے جاتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ وہ لذتیں کیا ہیں جنہیں چکھے بغیر لوگ دنیا سے چلے جاتے ہیں؟ انھوں نے کہا:

(i) دنیا میں جب محبوب دکھائی نہیں دیتا تو عاشق غیبوبت کے عالم میں اس کو یاد کرتا ہے اور اس کے ذکر کی لذت پاتا ہے اور یہ نعمت صرف دنیا میں ہے۔

(ii) اللہ نے جو نعمتیں دی ہیں، ان نعمتوں کا ادراک اور احساس کرنا کہ مجھے اللہ نے نعمت دی ہے اور پھر اس کی حلاوت اور لذت کو پانا، اس کو پہچاننا اور اللہ کی معرفت کا سرور و کیف لینا۔

(iii) پھر جب اس سے عشق ہوجائے تو اس کی ملاقات کے لیے طبیعت کا مانوس ہوجانا کہ ہر وقت اس کے شوق اور محبت میں اس کی ملاقات کے انتظار میں رہنا۔

یہ لذتیں دنیا میں ہیں، یہ جنت میں نہیں ملیں گی۔ اس لیے کہ وہاں تو ذکر کرنے والے اجر پاچکے ہوں گے۔ ان نعمتوں کے حوالے سے چار طرح کے لوگ ہیں:

(i) بہت سے لوگ اِن نعمتوں کو جو اللہ نے دنیا میں رکھی ہیں، ان کی لذت چکھے بغیر چلے جاتے ہیں۔

(ii) کچھ ایسے ہیں جو اِن نعمتوں کو چکھتے ہیں مگر پھر اسے برقرار نہیں رکھ سکتے اور ان سے محروم ہوجاتے ہیں۔ ان لذتوں کو لینا خوش نصیبی اور نعمت ہے مگر زندگی بھر مرتے دم تک ان کو برقرار رکھنا اس نعمت سے سو گنا بڑی نعمت ہے۔ اسی میں لوگ پھسل جاتے ہیں اور غفلت میں مبتلا ہوجاتے ہیں، نفس اور شیطان ان پر حملہ آور ہوتا ہے اور انھیں بہکا اور پھسلا دیتا ہے۔ نتیجتاً وہ ملی ہوئی نعمت سے محروم ہوجاتے ہیں۔ مذکورہ دونوں قسم کے لوگ اس نعمت سے محروم ہیں وہ دنیا سے اس کے بغیر چلے گئے۔

(iii) کچھ لوگ وہ ہیں جو دنیا میں مولا کی راہ پر چلتے نہیں ہیں، انھوں نے تو دعوت کو قبول نہیں کیا، مولا کی آواز ان کے کان پر نہیں پڑی، دھیان نہیں دیا، اس کی طرف نہیں آئے، پس وہ ذکر، فکر، دعوت، عبادت، طاعت اور معرفت کی طرف نہیں آئے اور اس کی لذت نہیں چکھی۔

(iv) کچھ خوش نصیب لوگ وہ ہیں جو اس راہ پر چل پڑتے ہیں، انھیں یہ کھانا مل جاتا ہے اور وہ اسے چکھ لیتے ہیں، پھر اس کا کیف، سرور اور لذت لیتے ہیں اور استقامت سے اس راہ پر قائم رہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت امام ابن سیرین فرماتے تھے:

**لو خيرت بين الجنت والركعتين تخيرت ركعتين**

اگر مجھے یہ اختیار دیا گیا کہ جنت اور دو رکعتیں پڑھ لینے کی فرصت میں سے کیا لوگے تو میں دو رکعتوں کی فرصت لوں گا۔

یہ لذت اگر کسی کو مل جائے اور وہ اسے برقرار رکھ لے تو اسے استقامت کہتے ہیں۔ اس استقامت کا اجر قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا، ارشاد فرمایا:

**اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ.** (فصلت، ۴۱: ۳۰)

”بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ (اِس پر مضبوطی سے) قائم ہوگئے، تو اُن پر فرشتے اترتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور تم جنت کی خوشیاں مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔“

گویا یہ مولا کے ہوگئے اور مولا کو اپنا مان لیا اور پھر مرتے دم تک پھسلے نہیں بلکہ قائم رہے تو ان پر فرشتے اترتے ہیں، ان پر انوار اور تجلیات کی بارش ہوتی ہے۔ اسی بناء پر امام ابن سیرین نے فرمایا کہ وہ دو رکعتوں کو ترجیح دیں گے، اس لیے کہ جو لذت اس کی بارگاہ میں کھڑے ہونے میں ہے، وہ کسی اور جگہ نصیب نہیں ہوسکتی۔ جنت میں یہ نماز، یہ سجدے، تواضع و انکساری اور خشوع و خضوع نہیں ملیں گے۔ اس لیے کہ جنت تو انعامات کی دنیا ہے۔ جنت میں تو کبھی کبھی اس کا دیدار ہوگا اور بیشتر وقت باغ و بہار اور جنت کے مرغوبات و محبوبات میں بندہ مشغول رہے

گا۔ جبکہ عاشقوں کو جو لذت اس مولا کو دیکھے بغیر اس کی ملاقات کے شوق اور انتظار میں تڑپنے، سجدے کرنے، پکارنے اور مناجات میں ملتی ہے، وہ لذت کسی اور شے میں نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے کئی انبیاء کو یہ فرمایا: من ارادنا لم یرد سواء نا

’’جو ہمارا سچا ارادہ کرلے پھر وہ ہمارے سوا کسی اور کا ارادہ نہیں کرتا۔‘‘

اس کیفیت کو اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ کے ساتھ تعلق کو پیدا کریں اور پھر جب تعلق نصیب ہوجائے تو اس پر استقامت اختیار کریں۔ نفس کے حملے بڑے شدید ہیں۔ یہ انتقام بھی لیتا ہے اور انتقام میں اتنا اندھا ہوجاتا ہے کہ نہیں سوچتا میں کس کس نعمت سے بندے کو محروم کررہا ہوں۔ شیطان نے تو قسم کھا رکھی ہے کہ میں نیکی کی راہ پر چلنے والوں کو پھسلاؤں گا، اگر بندے کو اپنے پھسلنے اور بھٹکنے کا احساس ہوجائے تو پھر تو بندہ اپنے آپ کو روک لے گا اور بچالے گا اور اس صورت میں تو شیطان ناکام ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ نفس اور شیطان انسان کو احساس نہیں ہونے دیتے کہ وہ بھٹک رہا ہے بلکہ اسے یہی احساس رہتا ہے کہ میں نہیں پھسلا۔

## اطاعت وعبادت میں استقامت

حضرت ذوالنون مصری (اور اسی مقام کے دیگر اولیاء) کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے کہ میں نے مسجد الحرام میں طواف میں ایک جوان کو دیکھا جس پر بھوک اور فاقے کی کیفیت تھی۔ مجھے اس پر رحم آیا، میرے پاس سو دینار تھے، میں اس کے قریب ہوا اور کہا کہ میرے دوست یہ تھوڑی سی چیز ہے یہ اپنے پاس رکھ لو، آپ کی حاجات میں کام آئے گا۔ اس نے توجہ نہیں کی۔ میں نے دو تین مرتبہ اس نوجوان کی منت سماجت کی کہ اِسے رکھ لے مگر وہ میری طرف متوجہ نہ ہوا۔ میرے حد سے زیادہ اصرار پر اس جوان نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ شیخ جو حالت مجھے میسر ہے، اس کے بدلے مجھے کوئی ساری جنت بھی دے دے تو میں اس جنت کے عوض بھی یہ حالت نہیں بیچوں گا۔ اس دنیا کے چار درہم و دینار کے ساتھ یہ حالت کیسے بیچ دوں؟ آپ کو کیا خبر کہ اس حالت میں مجھے کیا لذت نصیب ہوتی ہے۔

ہم میں سے ہر شخص کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ وہ مناجات حاصل کرے اور پھر اس پر محنت کرے۔ صرف مناجات ہی نہیں بلکہ لذتِ مناجات بھی نصیب ہو۔ نیکیاں، عبادتیں، طاعت گزاری ہو مگر صرف طاعات ہی نہیں بلکہ لذتِ طاعات بھی حاصل کریں کہ اس کی طاعت کی بجا آوری، سجدہ ریزی، اللہ کی بات کرنے اور سننے، اس کے حکم پر زندگی میں عمل کرنے میں لذت بھی ملے۔ اسی طرح استقامت کی لذت بھی پاؤ۔ اس لیے کہ لذت کا نہ ملنا طاعت اور استقامت سے محرومی کا سبب بن جاتا ہے۔ یہ لذت اسی وقت ممکن ہے کہ بندہ صرف اور صرف مولا پر توجہ مرکوز رکھے۔

زندگی میں کئی طرح کی پریشانیاں، رزق میں مشکلات، صحت، تندرستی، بیماری کے معاملات، حالات کی سنگینی آتی ہے، زندگی کے یہ زیرو بم بندے کے پایہ استقامت کو متزلزل کرتے ہیں۔ اس صورتِ حال میں صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کو اپنے سامنے رکھیں کہ وہ کن کن مشکلات سے گزرے مگر انھوں نے اپنے پائے استقامت کو متزلزل نہیں ہونے دیا۔ دنیا، نفس اور شیطان تینوں چیزوں کا وصف یہ ہے کہ یہ بندے کے پائے استقامت کو اولاً نیکی اور طاعت سے روکتے ہیں اور اگر کوئی طاعات کے راستے پر چل پڑے تو پھر پھسلاتے ہیں اور اگر کوئی قائم رہے تو استقامت ختم کرواتے ہیں۔ ان کے پاس ہزار راستے ہیں۔

نفس کے اِن حملوں کے پیشِ نظر ہی میں نے زندگی بھر اسی بات پر توجہ مرکوز کروائی کہ زندگی میں ہر چیز کو پاؤں کے نیچے کچل ڈالو اور ایک ہی مطمع نظر اور طمع رکھو۔ اللہ کی رضا اور خوشنودی کے علاوہ ہر طمع و لالچ کی جڑ کاٹ دو، سوائے اس ایک خواہش کے ہر طلب کو کاٹ دو۔ دنیا میں جو حلال ہے سب کرو مگر اس دل میں مولا کی رضا کے علاوہ کسی دوسری چیز کو جگہ نہ لینے دو اور کسی صورت اسے وہاں جمنے نہ دو۔

## تجھ سے تجھ ہی کو مانگ کر اچھا رہا منگتا تیرا

حضرت بایزید بسطامیؒ کے خادم کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اللہ رب العزت فرمارہے ہیں:

**کلکم تطلبون منی غیر ابی یزید فانه یطلبنی ویریدنی وانا اریده .**

”تم سب لوگ اپنی حاجات، ضروریات مجھ سے طلب کرتے ہو، سوائے ابو یزید کے، وہ مجھ سے طلب نہیں کرتا بلکہ وہ مجھے طلب کرتا ہے اور صرف میرا اراد رکھتا ہے، سومیں بھی اس کا ارادہ رکھتا ہوں۔“

☆ حضرت بایزید بسطامی سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا:

**ماذا ترید؟** اے بایزید کیا چاہتے ہو؟

انھوں نے عرض کیا: یارب! **انی ارید ان لا ارید الاماترید** میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ کچھ نہ چاہوں سوائے اس کے جوتو چاہے۔

جب ہم اپنی چاہت، ارادے اور طلب کو مولا کی چاہت، ارادے اور طلب میں فنا کردیں گے اور اس کے ارادے کے سوا کچھ نہیں چاہیں گے تو نتیجتاً وہ ہمیں چاہنا شروع کردے گا۔ یہ ایک مشکل بات ہے مگر جو ان مشکلات کی گھاٹیوں سے گزر کر آئے وہی کامیاب ہوئے۔ اس لیے کہ آسانیوں سے یہ راہ کسی کو نہیں ملی۔ یاد رکھ لیں کہ یہ اس کا امر ہے کہ کسے کتنی آسانیاں دینا چاہتا ہے، کب دینا چاہتاہے، کب نہیں دینا چاہتا، کتنی مشکلات دینا چاہتا ہے، کب تک دینا چاہتا ہے یا ہمیشہ دینا چاہتا ہے؟ یہ اس کے امر ہیں، یہ مولا کی مرضی اور رضا ہے، اس کے اندر مداخلت نہیں کرتے۔ جب توجہ اس پر مرکوز ہوگی تو آسانی ہوگی مگر اس دھیان کو جمانا بڑا مشکل ہے اور یہی اصل کام ہے۔

## قربِ الٰہی عطا کرنے والا عمل

حضرت سری سقطیؒ بغداد کے اکابرین میں سے ہیں۔ ان کی خدمت میں ایک عارف شخص حاضر ہوا اور عرض کیا:

**ای شی اقرب الی اللّٰہ لیتقرب به العبدی الی اللّٰہ؟**

وہ کون سی چیز ہے جو اللہ کے بہت قریب ہے تاکہ بندہ اس پر عمل کرکے اللہ کے قریب ہوجائے؟

اگر ہم یہ سوال کسی عالم، فقیہ، واعظ یا حکیم سے پوچھیں گے تو ہر کوئی اپنے اپنے حساب سے جواب دے گا مگر اللہ والوں سے پوچھیں گے تو ان کا ایک ہی جواب ہوگا۔

حضرت سری سقطیؒ اس سوال کو سن کر رو پڑے اور فرمایا کہ آپ جیسا شخص مجھ سے یہ پوچھ رہا ہے، پھر آپ نے جواب دیا:

**ان افضل ما یتقرب به العبد الی اللّٰہ سبحانه ان یطلع اللّٰہ علی قلبک وانت لاترید من الدارین غیره.**

وہ چیز جو بندے کو اللہ کے بہت قریب کردیتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تیرے دل کی طرف دیکھے اور سوائے مولا کے ساری دنیا اور آخرت میں سے کسی چیز کی طلب تیرے دل میں نہ پائے تو وہ اس بندے کو اپنے قریب کرلیتا ہے اور اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

یعنی جس کے دل میں دنیا، آخرت، جنت یا کسی اور چیز کی طلب ہی نہیں ہے اور اس کا دھیان اللہ کے سواء کسی اور شے پر نہیں تو وہ ایسے شخص کو سارے فاصلے مٹا کر اپنے قریب کرلیتا ہے۔ جب اللہ کسی ایسے بندے کو اپنا کرلیتاہے تو اولیاء و عرفاء اور صوفیاء نے بیان کیا ہے کہ پھر ایک دن میں ستر ستر مرتبہ بھی اللہ تعالیٰ اپنے ان مقرب بندوں کے دل کی طرف دیکھتا ہے۔ اس قول کو بعض زاہد لوگ نقل کرتے ہیں اور یہ سلف صالحین کی باتوں میں سے ہے کہ پہلے بہت سے لوگ ایسے ہوا کرتے تھے کہ جو اللہ والوں سے یہ کہتے کہ مجھے اپنے دل میں تھوڑی سی جگہ دے دو۔ پوچھا جاتا کیوں؟ تو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ستر بار ہر روز آپ کے دل کو دیکھتا ہے تو شاید کسی وقت مجھ پر بھی نگاہ پڑ جائے اور میں بھی اللہ کا منظورِ نظر ہوجاؤں۔

اللہ رب العزت ہمیں یہ فہم اور معرفت عطا فرمائے اور ہماری زندگیوں میں ایسی تبدیلی پیدا فرمائے کہ ہم اس راہ پر استقامت کے ساتھ چل پڑیں اور جب ہمیں اس کی قربت و صحبت کی یہ نعمت میسر آئے تو مرتے دم تک یہ نعمت کم نہ ہو اور ہم کبھی اس نعمت سے محروم نہ ہوں۔

❋❋❋❋❋

## آپ کے فقہی مسائل

تقدیر کے پابند ہیں جمادات و نباتات ۔۔ مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

# حالتِ غربت و مظلومیت کو تقدیر پر محمول کرنا کیسا ہے؟

## انسان کو عقل و دانش اور وحی کے ذریعے اچھے، برے کا علم دے دیا گیا

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

قدیم زمانے سے گمراہ انسانوں کا وطیرہ رہا ہے کہ وہ اپنے جرائم اور گناہوں کو تقدیر کا نام دے کر مطمئن ہو جاتے ہیں اور مظلوم طبقہ بھی خدا کی رضا سمجھ کر چپ ہو جاتا ہے۔ یاد رکھیں! تقدیر علمِ الٰہی کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں کیا ہے؟ اسے وہی بہتر جانتا ہے، ہمیں اس پر اتنا ایمان رکھنا چاہئے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے علم کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کے ٹائم ٹیبل کے مطابق ہوتا ہے، اس کے لئے کوئی حادثہ اچانک نہیں ہوتا کیونکہ وہ سب کچھ پہلے سے جانتا ہے۔

ہم تقدیر کے مکلّف نہیں بلکہ احکامِ شرع کے پابند ہیں۔ کوئی شخص جرم کا ارتکاب اور نیکی کا انکار اس دلیل سے نہیں کر سکتا کہ میری تقدیر میں یہی تھا، اس لئے کہ ہمیں شریعت نے نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کا واضح حکم دیا ہے۔ ہم اس شرعی حکم کو بخوبی جانتے ہیں اور حکم کی تعمیل یا انکار کا نتیجہ بھی سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ ہم اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے اور اس علمِ الٰہی کا جسے ہم جانتے ہی نہیں، بہانہ بنا کر غلط راہ اختیار کرتے ہیں کہ جی قسمت میں یہی لکھا تھا۔ ہمیں کیسے پتا چل گیا کہ ہماری قسمت میں یہی لکھا تھا؟ کیا ہم نے لوح محفوظ پر لکھا دیکھ لیا تھا؟ پس جس کا پتہ ہے، اختیار ہے، کرنے کی قدرت ہے، جس کے انجام سے باخبر ہیں، اس پر عمل نہ کرنا اور جسے جانتے ہی نہیں اس کا بہانہ بنا کر فرائض سے فرار اور جرائم کا ارتکاب کرنا، بیمار اور مجرمانہ ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے۔ بقول علامہ اقبال مرحوم:

تقدیر کے پابند ہیں جمادات و نبادات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

اس غلط سوچ نے ہمارے معاشرے کو جہنم زار بنا دیا ہے۔

عمل سے فارغ ہوا مسلمان
بنا کے بہانہ تقدیر کا

رزق کمانے کے لئے حلال و حرام ذرائع اختیار کرنا انسان کے اپنے اختیار میں ہے جبکہ مقدار میں اضافہ یا کمی انسان کے اختیار میں نہیں۔ ہم حکم خداوندی کے پابند ہیں، علمِ خداوندی کے نہیں۔ حکم ہے نماز پڑھو، ہم پر نماز پڑھنا فرض ہے۔ ہم یہ فرض اپنے اختیار سے بجا لائیں گے یا خواہش نفس و شیطان سے مغلوب ہو کر ترک نماز کریں گے۔ یہ ہے اللہ کا علم، یعنی تقدیر۔ رزق کمانے کا مسئلہ بھی غور کریں تو اس سے سمجھ میں آ جائے گا۔ رزق حلال کے حوالے سے حکم ہے:

کلوا من طیبات ستھرا، حلال کھاؤ۔ یہ حکم بالکل واضح ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرہ، ۲: ۱۸۸)

اور تم ایک دوسرے کے مال آپس میں ناحق نہ کھایا کرو۔

یہ ہے حکمِ ممانعت، جو بالکل واضح ہے۔ اب اللہ کا کمالِ علم یہ ہے کہ اسے معلوم ہے کہ ان واضح احکام کے باوجود، کون حلال کی پابندی کرے گا اور کون اپنے اختیار سے

ان احکام کی خلاف ورزی کرے گا، وہ ان تمام امور کو ازل سے جانتا ہے جبکہ بندے کو کرنے کے بعد معلوم ہو گا کہ میں نے کیا کیا غلطی کی، کب کی، کیوں کی؟ اب فرمائیے! انسان ان واضح احکام و ہدایات کے ہوتے، ان کے خلاف کیوں کرے؟ اور علمِ الٰہی جس کا اسے کوئی پتہ نہیں، اسے ترکِ حکم یا حکم کی خلاف ورزی کا کیوں بہانہ بنائے؟

غربت، پسماندگی، جہالت، بیروزگاری، ظلم، ڈاکے، قتل، اغوا، آبروریزیاں، تخریب کاریاں، رشوت اور لوٹ کھسوٹ کرنے والے تمام شیطان تقدیر کا غلط مفہوم نکال کر ہی اپنی کرتوتوں کا جواز نکالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی کسی کو ظلم کرنے کا حکم نہیں دیا۔ نہ مظلوم کو دب دبا کر ظلم کے آگے گھٹنے ٹیکنے کا حکم دیا بلکہ مظلوموں کو ظالموں سے قتال کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا:

**اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۔ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ۔**(الحج، ۲۲ : ۳۹)

ان لوگوں کو (جہاد کی) اجازت دے دی گئی ہے جن سے (ناحق) جنگ کی جارہی ہے اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا، اور بے شک اللہ ان (مظلوموں) کی مدد پر بڑا قادر ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

**وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ کَثِیْرًا وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۔**

اور اگر اللہ انسانی طبقات میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ (جہاد و انقلابی جدو جہد کی صورت میں) ہٹاتا نہ رہتا تو خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں (یعنی تمام ادیان کے مذہبی مراکز اور عبادت گاہیں) مسمار اور ویران کر دی جاتیں جن میں کثرت سے اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے، اور جو شخص اللہ (کے دین) کی مدد کرتا ہے یقیناً اللہ اس کی مدد فرماتا ہے۔ بے شک اللہ ضرور (بڑی) قوت والا (سب پر) غالب ہے (گویا حق اور باطل کے تضاد و تصادم کے انقلابی عمل سے ہی حق کی بقا ممکن ہے)(الحج، ۲۲ : ۴۰)

ایک اور مقام پر فرمایا:

**وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ ذُوْفَضْلٍ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۔**

اور اگر اللہ لوگوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے نہ ہٹاتا رہتا تو زمین (میں انسانی زندگی بعض جابروں کے مسلسل تسلّط اور ظلم کے باعث) برباد ہو جاتی مگر اللہ تمام جہانوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے۔ (البقرہ، ۲ : ۲۵۱)

ہم بعض اوقات مایوسی کے عالم میں جذباتی باتیں کرتے ہیں اور اللہ رب العزت کی ذات سے گلہ شکوہ کرتے ہیں۔ یہ گلہ شکوہ اللہ رب العزت پر نہیں بنتا اور نہ ہی تقدیرِ الٰہی کو بہانہ بنا کر راہِ فرار اختیار کی جاسکتی ہے بلکہ غربت، بے روزگاری ور عدل و انصاف کے فقدان کا اصل سبب اس ملک میں رائج نظام ہے جو کسی کے دکھ درد کا ازالہ نہیں کرتا، صرف بڑے لوگوں کے مفادات کا تحفظ کرتا ہے۔ ان مصیبتوں کا سبب اللہ تعالیٰ سے منہ موڑنا اور اس کے حکموں سے انکار کرنا ہے اگر ہم اللہ کے بندے بن کر اس کے احکام اپنا لیتے تو یہ مسائل پیدا ہی نہ ہوتے۔ دواء ہم استعمال نہ کریں اور الزام معالج کو دیں۔ ہمارے حقوق تو جابر لوگوں نے غصب کر رکھے ہیں تو پھر قصور کس کا ہے؟ خود سوچیں۔

ہمیں عقل، فہم، دانش، شعور، حواس اور وحی کے ذریعے اچھے برے کا تمام علم دے دیا گیا۔ سیدھے راستہ کی نشاندہی بھی فرما دی اور اس پر چلنے کا انجام بھی۔ برا راستہ بھی بتا دیا اور اس کو اپنانے کا خطرناک انجام بھی۔ ہمیں علم، شعور اور ارادہ و اختیار دے دیا کہ سمجھو اور جس راستے کو چاہو اختیار کر لو۔ یہ اختیار فرشتوں کو نہیں ملا، انسانوں کو ملا ہے۔ اس میں انسانوں کی عزت وعظمت ہے کہ وہ بے اختیار پتھر یا کسی مشین کا کل پرزہ نہیں۔ بااختیار، باشعور، مقتدر ہستی ہے لیکن اکثر انسانوں نے اللہ کی ان عطا شدہ نعمتوں کی ناقدری کی اور ان کا غلط استعمال کیا اور بجائے فائدے کے اپنی ہلاکت کا سامان کر لیا۔

جیسے لوہے سے آپ نے ایک نہایت ضروری اور کارآمد مفید آلہ چھری بنائی۔ اب اس کا استعمال ہمارے اختیار میں ہے چاہیں تو گوشت، سبزیاں، پھل وغیرہ کاٹ کر زندگی کی سہولتوں سے متمتع کریں اور چاہیں تو اپنے یا کسی اور بے گناہ کے پیٹ میں گھونپ کر چراغ زندگی گل کر دیں۔ قصور نہ لوہا بنانے والے خدا کا ہے نہ چھری بنانے والے کا۔ قصور اس احمق کا ہے جس نے خالق کی نافرمانی کی، دوسرے انسانوں سے بہتر استعمال کا سبق بھی نہ لیا اور کسی خیرخواہ کے مشورے پر بھی توجہ نہ دی۔ عقل وفہم اور شعور کا بھی خون کیا اور پند ناصح کو بھی درخور اعتناء نہ جانا۔ انسان اپنی ابتدائے آفرینش سے فریب نفس کا شکار ہے۔ جان بوجھ کر غلط کاریاں کرتا ہے، اپنے نفس کو دھوکہ دیتا ہے اور پھر سب کچھ تقدیرِ الٰہی کے کھاتے میں ڈال دیتا ہے۔

پُر تجسس ذہن وہ نہیں جو منفی سوچ سوچے، صحیح تجسس وہی ہے جو مثبت ہو۔ ہم صبح سویرے اٹھتے، قضائے حاجت سے فارغ ہوتے، ناشتہ کرتے اور دفتر، دکان، کارخانے، سکول، کالج، کھیت، زمین، باغ، منڈی کی طرف وقت مقررہ پر روزی کماتے اور مستقبل سنوارنے کے لئے ہمت کر کے چل پڑتے ہیں۔ اس وقت ایسی منفی سوچ نہیں سوچتے اور کبھی ان مصروفیات پر منفی سوچ کی گرد پڑنے نہیں دیتے، ہر کام وقت پر کرتے ہیں لیکن جونہی دینی فرائض انجام دینے کی باری آتی ہے تو نفس ہزاروں وسوسے پیدا کرتا اور انسان کو احساسِ ذمہ داری سے عاری کرتا ہے۔ کبھی اپنی کوتاہیوں کو تقدیر کے پلڑے میں ڈالتا ہے، کبھی ماحول کو آلودگی کے ذمے لگاتا ہے۔

یہ سب بہانے اور نفس کی خودفریبیاں ہیں۔ وسوسوں سے دامن بچایئے، ہدایاتِ نبوت پر یقین کے ساتھ کاربند ہونا سیکھئے اور سکون سے زندہ رہیے۔ نیک عمل کیجئے اور گناہوں کے خلاف سینہ سپر ہو جایئے۔ ان وساوس سے بچنے کا ایک بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت بھی ہے، کسی بزرگ کی صحبت اختیار کریں اور اپنی زندگی سنواریئے اور دوسروں کا بھلا کیجئے۔

یاد رکھیں! ہر کام اللہ کی رضا سے ہوتا ہے اگر رضا سے مراد مشیت ہو تو ٹھیک اور اگر رضامندی کا معنی مراد ہے تو غلط۔ اللہ کی مشیت یہ ہے کہ ہر انسان کو اختیار، ارادہ اور اچھے برے کا علم حاصل ہو، نیکی و بدی کھول کر اس کے سامنے رکھ دی جائے۔ نیکی اور بدی کے نتیجہ سے اسے آگاہ کر دیا جائے اور کسی ایک کے اختیار کرنے میں اسے اختیار دیا جائے اور وہ اپنی مرضی و اختیار سے نیکی یا بدی میں سے ایک کو اختیار کر لے۔ اب بندہ کس کو اختیار کرتا ہے اس میں مختار ہے۔ کیا اختیار کرے گا، اس کو اللہ ازل سے جانتا ہے۔ اس علمِ الٰہی کو تقدیر کہتے ہیں کہ جو دنیا میں ہو رہا ہے اس کے علم اور ٹائم ٹیبل کے مطابق ہو رہا ہے۔ محض اتفاق سے کچھ بھی نہیں ہو رہا چونکہ بندہ نہیں جانتا اس لئے وہ اندھیرے میں تیر پھینکنے کا مکلّف نہیں۔ وہ قرآن و سنت کے ان احکامات پر عمل کرنے کا مکلّف ہے جو واضح ہیں اور جن میں خفاء نہیں لہٰذا وہ احکامِ شرع چھوڑ کر علمِ الٰہی کی کھوج میں کیوں لگے؟

دنیا کمانے میں تقدیر کا سہارا کوئی نہیں لیتا، تگ و دو کرتا ہے۔ دین کے معاملہ میں بہانے بنائے جاتے ہیں۔ لہٰذا تقدیر کی فکر نہ کریں، احکامِ شرع کی تعمیل کی فکر کریں۔ کیا سود خور یہ کہہ کر بچ جائے گا کہ میری تقدیر میں سود خوری لکھی ہوئی تھی۔ کہا جائے گا آپ کو تقدیر یعنی علم الٰہی جو غیب ہے وہ نظر آ گیا اور قرآن میں حرمتِ سود کا واضح حکم نظر نہ آیا۔

کیا قاتل یہ کہہ کر چھوٹ جائے گا کہ میرے ہاتھوں قتل ہونا تقدیر میں تھا۔ کہا جائے گا حرمتِ جان اور قتل کا حرام ہونا قرآن میں واضح طور پر موجود تھا جس کے آپ مکلّف تھے۔ کیا نوشتہ تقدیر بھی آپ کے سامنے ایسا ہی واضح تھا جس پر آپ نے عمل کیا؟ حکمِ شرع پر عمل کرنا تو قرآن میں موجود ہے، کیا تقدیر کے مطابق عمل کرنے کا بھی قرآن و سنت میں کہیں حکم ہے؟ لہٰذا احکامِ شرع پر عمل کریں جس کا حکم ہے، تقدیر علمِ خداوندی کا نام ہے، اسے سپردِ خدا کریں۔

❁❁❁❁❁

# معاشرتی تعمیر اور کردار سازی کے اصول

## قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے کہ تحقیق کے بغیر کوئی خبر قبول نہ کرو

## ٹوہ لگانا تو ایک طرف اسلام کسی فرد سے بدگمانی کی اجازت بھی نہیں دیتا

پروفیسر محمد الیاس اعظمی

امتِ مسلمہ آج جس زوال و انحطاط کا شکار ہے اس کا نمایاں ترین پہلو اخلاقی و روحانی اقدار کا زوال ہے اور اس زوال سے نکلنے کے لیے اسوۂ رسول ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی نسخہ کارآمد نہیں ہوسکتا۔ معاشرتی تعمیر اور کردار سازی کے لیے قرآن مجید اور سنتِ نبوی ﷺ کے عطا فرمودہ اصولِ حیات کا مقابلہ ساری دنیا بھی مل کر نہیں کرسکتی۔ نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید اور اپنے ارشادات کی صورت میں جو ضابطۂ اخلاق بیان کیا ہے اس کے اہم ترین اور روشن ونمایاں پہلوؤں میں؛ آزادی تحریر وتقریر، ظلم کے خلاف احتجاج کا حق، فتنہ پروری سے احتراز، جھوٹی افواہیں پھیلانے سے اجتناب، تحفظِ آبرو کا حق، نجی زندگی کا تحفظ، عریانی و فحاشی کا انسداد، مذہبی دل آزاری سے گریز، خود احتسابی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، صدق وسچائی کا فروغ، حریتِ فکر کی آزادی، اسلام مخالف ملحدانہ نظریات کا انسداد، افراد کی اخلاقی و روحانی کردار سازی، ظالم کو ظلم سے روکنا، کمزوروں کی داد رسی اور حکمت و مواعظ حسنہ ایسے سنہری اصول شامل ہیں۔ آئندہ سطور میں انہی اصولوں پر بقدرِ ضرورت روشنی ڈالی جاتی ہے:

### ۱۔ بلاتحقیق بات سے اجتناب

اسلام کا یہ بنیادی اور مسلمہ اصول ہے کہ کوئی خبر بغیر تحقیق کے آگے نہ پھیلائی جائے کیونکہ جھوٹی اور غیر مصدقہ افواہوں سے معاشرے کے اندر بعض اوقات ایسے مضر اثرات پڑتے ہیں کہ جس سے معاشرتی امن وسکون ختم ہوجاتا ہے اور لوگوں کے اندر تفرقہ و انتشار پھیل جاتا ہے اور امت کی وحدت پارہ پارہ ہوجاتی ہے۔ واقعہ افک میں یہی تو ہوا تھا۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے:

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللهِ عَظِيْمٌ.

’’جب تم اس (بات) کو (ایک دوسرے سے سن کر) اپنی زبانوں پر لاتے رہے اور اپنے منہ سے وہ کچھ کہتے رہے جس کا (خود) تمہیں کوئی علم ہی نہ تھا اور اس (چرچے) کو معمولی بات خیال کر رہے تھے، حالاں کہ وہ اللہ کے حضور بہت بڑی (جسارت ہو رہی) تھی۔‘‘ (النور، ۲۴: ۱۵)

چونکہ جھوٹی خبروں کے معاشرے پر برے اثرات پڑتے ہیں اس لیے قرآن مجید نے مخبر (خبر دینے والے) کے حوالے سے یہ ہدایت دی ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ.

’’اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (شخص) کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کرلیا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تم کسی قوم کو لاعلمی میں (ناحق) تکلیف پہنچا بیٹھو، پھر تم اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔‘‘ (الحجرات، ۴۹: ۶)

### ۲۔ نجی زندگی کا تحفظ

یہ ایک بین الاقوامی اور مسلّمہ اصول ہے کہ ہر شخص کو مکمل

رازداری کے ساتھ نجی اور ذاتی زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے، جب تک کہ اس کا کوئی فعل اسلامی ریاست اور معاشرے کے اجتماعی مفاد کے خلاف نہ ہو۔ ہم میں سے اکثریت اس مسلّمہ اخلاقی و قانونی اصول کو نظر انداز کر دیتی ہے اور اظہار رائے کی آزادی کے خود ساختہ تصور کی آڑ میں کسی کے ساتھ نظریاتی اختلاف رکھنے کی وجہ سے ذاتیات پر اتر آتی ہے اور پھر اس کی ذاتی اور نجی زندگی پر غیر شائستہ انداز میں حملے کیے جاتے ہیں۔ کسی کی ذاتی زندگی کو متنازع انداز میں موضوعِ بحث بنانا تو ایک طرف رہا، قرآن مجید نے کسی کے گھر کی چار دیواری میں بغیر اجازت لیے داخل ہونے سے بھی منع کیا ہے تاکہ گھروں کے اندرونی احوال بھی پردہ اخفاء میں رہیں۔

یہ ہے اسلام کے اندر نجی زندگی اور معاملات کے تحفظ کا وہ تصور جس کو بدقسمتی سے اظہارِ رائے کی آزادی کے تصور کی آڑ میں پامال کیا جاتا ہے اور معاشرے کے بعض افراد کی خاندانی اور گھریلو زندگی کو موضوعِ بحث بنا کر انسانیت کے وقار کا جنازہ نکالا جاتا ہے۔ اسلام اس قسم کی آزادی کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس کے برعکس اسلام ستر پوشی اور عیب پوشی کی تعلیم دیتا ہے۔ مربی اعظم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

**من ستر مسلما ستره الله یوم القیامة۔**

(صحیح بخاری، کتاب المظالم، ۲: ۸۶۲، رقم الحدیث: ۲۳۱۰)

''جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

## ۳۔ بدگمانی اور کھوج لگانے کی ممانعت

کسی کی نجی زندگی کی ٹوہ لگانا تو ایک طرف اسلام تو کسی بھی فرد کے بارے میں بدگمانی کی بھی اجازت نہیں دیتا، چہ جائیکہ نقطہ نظر کا اختلاف رکھنے والے پر کیچڑ اچھالا جائے۔ قرآن مجید واضح طور پر فرماتا ہے:

**یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔** (الحجرات، ۴۹: ۱۲)

''اے ایمان والو! زیادہ تر گمانوں سے بچا کرو بے شک بعض گمان (ایسے) گناہ ہوتے ہیں (جن پر اُخروی سزا واجب ہوتی ہے)۔''

بلاوجہ کسی بھی شخص چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم کے ذاتی معاملات کی کھوج لگانے اور کریدنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید بڑی واضح ہدایت فرماتا ہے:

**وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا۔**

''اور (کسی کے عیبوں اور رازوں کی) جستجو نہ کیا کرو اور نہ پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی برائی کیا کرو۔'' (الحجرات، ۴۹: ۱۲)

کسی کے معاملاتِ زندگی کی کرید کرنا اور اس کی عدم موجودگی میں برائی بیان کرنا اس قدر قبیح ہے کہ قرآن مجید اس عمل کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کرتا ہے:

**اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ط وَاتَّقُوا اللهَ ط اِنَّ اللهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ۔** (الحجرات، ۴۹: ۱۲)

''کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرے گا کہ وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے، سو تم اس سے نفرت کرتے ہو۔ اور (اِن تمام معاملات میں) اللہ سے ڈرو بے شک اللہ توبہ کو بہت قبول فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔''

## ۴۔ احترامِ انسانیت

سیرتِ طیبہ سے ہمیں احترامِ انسانیت کا درس ملتا ہے۔ انسان ہونے کے ناطے ہر شخص لائقِ عزت و احترام ہے۔ اسلام نے اس سلسلہ میں امیر و غریب، گورے و کالے، چھوٹے و بڑے، عالم اور جاہل، عورت اور مرد، اپنے اور پرائے کا کوئی فرق و امتیاز برقرار نہیں رکھا۔ ہر انسان کا اپنا مقام اور حیثیت ہے، جس کا لحاظ و پاس رکھنا ہر کسی کے لیے ضروری ہے۔ اس کے بارے میں قرآن مجید بڑی واضح ہدایات دیتا ہے:

**یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ج وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ج وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔** (الحجرات، ۴۹: ۱۱)

''اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے

وہ لوگ اُن (تمسخُر کرنے والوں) سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں ہی دوسری عورتوں کا (مذاق اڑائیں) ممکن ہے وہی عورتیں اُن (مذاق اڑانے والی عورتوں) سے بہتر ہوں، اور نہ آپس میں طعنہ زنی اور الزام تراشی کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کے برے نام رکھا کرو، کسی کے ایمان (لانے) کے بعد اسے فاسق و بدکردار کہنا بہت ہی برا نام ہے، اور جس نے توبہ نہیں کی سو وہی لوگ ظالم ہیں۔''

انسان کی عزت و حرمت کتنی ہے؟ اس کا اندازہ اس ارشاد نبوی ﷺ سے لگایا جاسکتا ہے:

**کل المسلم علی المسلم حرام عرضه وماله ودمه۔** (ترمذی، السنن، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی شفقۃ المسلم علی المسلم، ۴: ۳۲۵، الرقم: ۱۹۲۷)

''ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت (کی پامالی) اس کا مال اور اس کا خون حرام ہے۔''

ان ارشاداتِ نبویہ کی روشنی میں اگر ہم اپنی زندگیوں پر غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہم باہمی احترام اوراخلاق کے کس مقام پر کھڑے ہیں۔ ہم نے بہتان و الزام تراشی کا نام حق گوئی رکھ کر الفاظ ومعانی کی افادیت کو بھی مشکوک بنادیا ہے۔

## ۵۔ کتمانِ حق کی ممانعت

اللہ تعالیٰ اور رسولِ معظم ﷺ نے ہمیں جو سنہری اصول عطا فرمائے ہیں، ان میں ایک اہم ترین اصول یہ بھی ہے کہ حق اور باطل میں آمیزش نہ کی جائے بلکہ ہر صورت میں حق کو واضح کیا جائے اور باطل کا بطلان ظاہر کیا جائے۔ ہمیں اس کا حکم دیا گیا ہے:

**وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ.** (البقرۃ، ۲: ۴۲)

''اور حق کی آمیزش باطل کے ساتھ نہ کرو اور نہ ہی حق کو جان بوجھ کر چھپاؤ۔''

اگر کسی نے حق جانتے ہوئے اس کو چھپایا تو یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نگاہ میں گناہ ہے۔ اسلام کے اصولِ شہادت کے اس پہلو کو واضح کرتے ہوئے قرآن مجید فرماتا ہے:

**وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ.** (الطلاق، ۶۵: ۲)

''اور گواہی اللہ کے لیے قائم کیا کرو۔''

مطلب یہ کہ گواہی دیتے ہوئے کوئی لالچ، مفادات یا کسی کی محبت یا کسی قسم کا ڈر تمہیں گواہی دینے سے نہ روکے، نہ غلط بیانی کرنے دے بلکہ تم خالص اللہ کا حکم جان کر اور اس کی رضا کے طالب ہوتے ہوئے سچی گواہی دو۔

**وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ط وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ.** (البقرہ، ۲: ۲۸۳)

''اور تم گواہی کو چُھپایا نہ کرو، اور جو شخص گواہی چُھپاتا ہے تو یقیناً اس کا دل گنہگار ہے، اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جاننے والا ہے۔''

پس ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم محض رضائے الٰہی کے لیے حقائق کو منظر عام پر لائیں۔

اسلام کسی بھی شخص بالخصوص مسلمان کو ہرگز اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی معاشرے میں رہتے ہوئے اپنے کسی بھائی کی پگڑی اچھالے، اس پر ذاتی حملے کرے اور اس کی شہرت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ یہ سراسر ظلم اور زیادتی ہے اور ایسا عمل کسی بھی مسلمان کی شایانِ شان نہیں ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ملاحظہ ہو۔ فرمایا:

**المسلم اخو المسلم لا يظلمه ولا يخذله ولا يحقره۔** (مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلۃ والاداب، ۴: ۱۹۸۶، الرقم ۲۵۶۴)

''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر نہ تو ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے۔''

## ۶۔ فحاشی اور بے حیائی سے گریز

اس وقت ہمارا پاکستانی معاشرہ فحاشی و بے حیائی کی ثقافتی یلغار کی زَد میں ہے۔ مختلف چینلز، ویڈیو فلمیں، انٹرنیٹ اور موبائل وغیرہ نے ہمارے معاشرے سے اسلامی، اخلاقی، انسانی اور باوقار سماجی اقدامات کو دیس نکالا دے دیا ہے۔ حالانکہ جب ہم قرآن مجید اور سیرتِ طیبہ ﷺ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں فحاشی و بے حیائی کا ارتکاب کرنے یا اس کے پھیلاؤ میں ملوث ہونے کے حوالے سے بڑی سخت وعیدات ملتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو آخری ضابطۂ حیات میں مختلف پیرائے میں بیان فرمایا ہے تاکہ انسان ان سے نصیحت حاصل کرتے ہوئے

اللہ تعالیٰ اور رسولِ مکرم ﷺ کی نافرمانی سے ڈرے۔ اس سلسلہ میں چند آیاتِ قرآنیہ ملاحظہ ہو:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔

’’اے ایمان والو! شیطان کے راستوں پر نہ چلو، اور جو شخص شیطان کے راستوں پر چلتا ہے تو وہ یقیناً بے حیائی اور برے کاموں (کے فروغ) کا حکم دیتا ہے۔‘‘(النور،۲۴:۲۱)

ایک اور جگہ پر اس طرح ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔

’’اور بے حیائی کے کاموں کے قریب نہ جاؤ (خواہ) وہ ظاہر ہوں اور (خواہ) وہ پوشیدہ ہوں۔‘‘ (الانعام،۶:۱۵۱)

فحاشی و بے حیائی کو فروغ دینے والوں کو دردناک سزا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (النور،۲۴:۱۹)

’’بے شک جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اور اللہ (ایسے لوگوں کے عزائم کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے‘‘۔

## ۷۔ نیکی کے فروغ میں تعاون کا حکم

اللہ تعالیٰ نے جہاں گناہ اور بے حیائی کے کاموں اور اس کو فروغ دینے سے روکا ہے اور اس کو شیطان کے نقش قدم پر چلنا قرار دیا ہے، وہاں معاشرے میں خیر، بھلائی، نیکی اور حسنات کو پھیلانے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کا بھی حکم دیا ہے تاکہ معاشرے میں ’’نیک بنو اور نیکی پھیلاؤ‘‘ کے پاکیزہ اور قابلِ تقلید احساسات و جذبات پنپ سکیں اور ایک ایسا صالح فرد وجود میں آسکے جو سراپا خیر ہی خیر ہو۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی۔ (المائدۃ،۵:۲)

’’نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔‘‘

## ۸۔ برائی کے فروغ میں تعاون کی ممانعت

نیکی اور خیر کو عام کرنے میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا حکم دینے کے ساتھ ہی اس کے مقابل اور اس کی ضد یعنی برائی کو پھیلانے اور اس میں ایک دوسرے کی مدد کرنے سے بھی منع کردیا تاکہ کسی کے پاس حجت نہ رہے کہ نیکی کا حکم تو دیا ہے مگر برائی سے منع نہیں کیا، لہٰذا برائی کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ اس لیے تعاونوا علی البر کے ساتھ ہی گناہ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے سے منع فرمادیا کہ:

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. (المائدۃ،۵:۲)

’’اور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔‘‘

معاشرے کے تمام طبقات سے تعلق رکھنے والے باشعور لوگوں کی یہ اہم ترین ذمہ داری ہے کہ وہ نسلِ نو کے سامنے ایسا عمل اور مواد پیش کریں جس سے ایک نیک طینت، باکردار، دیانت دار، تحمل و برداشت کا علمبردار، اخوت و محبت کا پیکر، بااصول، ایثار و قربانی کا عملی نمونہ اور اخلاق و مروت کا مجسمہ، شرافت و صداقت کا خوگر، ہمدردی و غم خواری ایسی خوبیاں رکھنے والا نیک سیرت انسان سامنے آسکے اور وہ انسانیت کے لیے باعثِ فخر قرار پائے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

**من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها بعده من غير ان ينقص من اجورهم شیء ومن سن فی الاسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اوزارهم شیء۔** (مسلم، الصحیح، کتاب العلم، باب من سن سنۃ حسنۃ اوسیئۃ۔۔۔،۴، ۲۰۵۹، الرقم ۱۰۱۷)

’’جو شخص اسلام میں کسی نیک کام کی بنیاد ڈالے تو اس کے لیے اپنے اعمال کا ثواب بھی ہے اور جو لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں گے، ان کا ثواب بھی ہے۔ بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں کسی بری بات کی ابتداء کی تو اس پر اس کے اپنے عمل کا بھی گناہ ہے اور جو لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں گے اس پر ان کا گناہ

بھی ہے۔ بغیر اس کے کہ اس کے گناہ میں کچھ کمی ہو۔‘‘

یعنی نیک عمل کی بنیاد رکھنے والے کو اس عمل کا ثواب ملتا رہے گا جب تک لوگ اس پر عمل کرتے رہیں گے اور برے عمل کو رواج دینے والے کو اس عمل کا گناہ ملتا رہے گا یعنی اس کے نامہ اعمال میں اس گناہ کے عمل کا اجر لکھا جاتا رہے گا، جب تک لوگ اس گناہ کے عمل پر قائم رہیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

**ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام من یتبعہ لا ینقص ذلک من آثامھم شیئا۔** (ابن ماجہ، السنن، المقدمہ، باب من سن سنۃ حسنۃ اوسیئۃ، ۱: ۷۵، ۴۷، الرقم ۲۰۳، ۲۰۶، ۲۰۷)

’’اور جس نے گناہ کی دعوت دی، اس کے لیے اتنا گناہ ہے جتنا اس بدعملی کا ارتکاب کرنے والوں پر ہے اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔‘‘

## ۹۔ مذہبی دل آزاری سے گریز کی ہدایت

اسلام ایک جمہوریت پسند اور جمہوری اصولوں کو فروغ دینے والوں کا الوہی ضابطہ حیات ہے جو ابدالآباد تک دنیائے انسانیت کی زندگی کے ہر میدان میں راہنمائی کرنے کی دائمی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسلام کی بنیاد توحید و الوہیت کے عقیدہ و اصول پر قائم ہے اور اس کی تعلیمات کے مطابق شرک ظلم عظیم ہے۔ اس کے باوجود دیگر مذاہب اور ان کی مقدس شخصیات کے احترام کا درس بھی دیتا ہے بلکہ یہاں تک کہ مشرکوں کے جھوٹے خداؤں کو بھی برا بھلا کہنے سے منع کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اس بارے میں واضح ارشاد ہے۔ فرمایا:

**وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ فَيَسُبُّوا اللهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔** (الانعام، ۶: ۱۰۸)

’’اور (اے مسلمانو!) تم ان (جھوٹے معبودوں) کو گالی مت دو جنہیں یہ (مشرک لوگ) اللہ کے سوا پوجتے ہیں پھر وہ لوگ (بھی جواباً) جہالت کے باعث ظلم کرتے ہوئے اللہ کی شان میں دشنام طرازی کرنے لگیں گے۔‘‘

کیا دنیا کا کوئی دوسرا مذہب رواداری، تحمل، برداشت، مذہبی احترام، مقدس شخصیات کی عزت و تکریم کے بارے میں اتنی وسعت نظری اور جمہوری اصول کی مثال پیش کرسکتا ہے؟ اس سوال کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔

اس ارشادِ الٰہی کی روشنی میں ہماری یہ بنیادی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اس ضابطہ اخلاق کو اپنے لیے راہنما اصول کی صورت اختیار کرتے ہوئے اس پر عمل کو یقینی بنائیں۔ اس لیے کہ ہماری تاریخ میں ماضی میں بھی اور حالیہ دنوں میں بھی بعض ایسے واقعات رونما ہوچکے ہیں کہ بعض افراد کے غیر ذمہ دارانہ رویہ اور طرزِ کلام سے ملک کے اندر مذہبی اشتعال پھیل چکا ہے۔ جس کا بنیادی سبب مذہبی تعلیمات سے عدمِ آگاہی کے باعث عامۃ الناس کی مذہبی دل آزاری ہی بنا ہے۔ اس لیے کہ مذہب کوئی بھی ہو، اس کے پیروکار کے لیے وہ ایک نازک معاملہ ہوتا ہے اور کسی بھی مذہب کا کوئی پیروکار اپنے مذہب اور مذہبی شخصیات کی توہین برداشت نہیں کرتا۔

## ۱۰۔ سنجیدہ اور شائستہ اسلوبِ کلام

کسی تک اپنے خیالات و احساسات اور دعوت و پیغام پہنچانے کے لیے نرم گوئی اور شائستگی دو ایسی خوبیاں ہیں جو کسی بھی مقرر اور داعی کے الفاظ و کلمات کو سامع کے کانوں سے اس کے دل میں اتار دیتی ہیں۔ قرآن مجید اس سلسلہ میں بھی ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ فرعون ایسا شخص جو خدائی کا دعویدار تھا، اس تک ابلاغِ حق کے لیے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو حکم دیا تو ان جلیل القدر انبیاء کرام کو بھی اللہ تعالیٰ نے جو ضابطہ ابلاغ دیا، اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

**فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى.** (طٰه، ۲۰: ۴۴)

’’سو تم دونوں اس سے نرم (انداز میں) گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرلے یا (میرے غضب سے) ڈرنے لگے۔‘‘

اسی طرح نقطہ نظر کا اختلاف رکھنے والوں تک ابلاغ اور پیغام پہنچانے کے لیے بھی ابلاغی ضابطہ اخلاق عطا کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

**اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔** (النحل، ۱۶: ۱۲۵)

’’(اے رسولِ معظّم!) آپ اپنے رب کی راہ کی طرف

حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بحث (بھی) ایسے انداز سے کیجیے جو نہایت حسین ہو۔‘‘

مذکورہ آیت کی روشنی میں یہ امر قابلِ غور ہے کہ جب حضراتِ انبیاء علیہم السلام کو ابلاغ کے سلسلہ میں نرمی و رفق کا حکم دیا جارہا ہے تو پھر عام انسان کی تو بات ہی اور ہے؟

آج ہم آپس کی گفتگو میں جو زبان استعمال کرتے ہیں، جس طرح سے فریقِ مخالف کو تضحیک کا نشانہ بناتے ہیں، ذو معانی الفاظ کا استعمال کرتے ہیں، اس عمل سے احترامِ باہمی اور انسانی وقار کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ یہ طرز نہ کسی اسلامی قرار دیا جاسکتا ہے اور نہ اخلاقی اور متمدن اظہارِ خیال قرار دیا جاسکتا ہے۔ لہذا ہماری ذمہ داری ہے کہ کسی بھی موضوع پر ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف کرتے ہوئے اور اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے تہذیب کلام اور اپنے شخصی وقار کو بہرصورت مدنظر رکھیں۔ اس لیے کہ کوئی بھی انسان جب کوئی کلام کرتا ہے تو اس سے اس کی شخصیت کے بہت سے پہلو خود بخود ظاہر ہوجاتے ہیں۔

## ۱۱۔ احترام و تقدیسِ نسواں

اللہ رب العزت نے مرد و زن کے ساتھ اس کائنات کو زینت بخشی ہے اور اس کارگہ حیات میں دونوں کا دائرہ کار بھی جداگانہ کرکے معاشرتی توازن قائم کیا ہے۔ اگر مرد پر معاش کی ذمہ داری ڈالی ہے تو عورت کو زینت خانہ اور اپنے بچوں کی اخلاقی تربیت کا عملی ادارہ بھی بنایا ہے۔ لیکن افسوس کہ آج منشائے الٰہی سے بغاوت کرتے ہوئے عورت کی تقدیس کو پامال کیا جارہا ہے۔ عورت کی حرمت کا اس سے بڑھ کر اور کیا تصور ہوسکتا ہے کہ مردوں کو اس امر کا پابند بنایا گیا ہے کہ وہ اپنی نگاہ کو نیچا رکھیں۔ ارشاد باری ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ۔ (النور، ۲۴: ۳۰)

’’آپ مومن مردوں سے فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔‘‘

عورتوں کو بھی یہی حکم دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ۔ (النور، ۲۴: ۳۱)

’’اور آپ مومن عورتوں سے فرما دیں کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔‘‘

مرد و زن دونوں کو اپنی نگاہ نیچی رکھنے کا حکمِ الٰہی خالی از حکمت نہیں۔ اس لیے کہ وہ خالق انسان ہے، وہ اس کی کمزوریوں سے آگاہ ہے، اس لیے اس نے یہ ضابطہ اخلاق عطا کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو:

**ان النظر سهم من سهام ابليس مسموم من تركه مخافتی ابدلته ايمانا يجد حلاوتها فی قلبه۔**

’’نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔ جو اس کو میرے خوف سے ترک کرتا ہے، میں اسے ایمان کی نعمت بخشوں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا۔‘‘

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ، علامہ قرطبی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

’’نظر دل کی طرف کھلنے والا سب سے بڑا دروازہ ہے۔ نگاہ کی بے راہ روی کے باعث ہی اکثر لغزشیں ہوتی ہیں، اس لیے اس سے بچنا چاہیے اور تمام محرکات سے انہیں روکنا چاہیے۔‘‘ (الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، ۳: ۳۱۳)

سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں ہم سب کی یہ اجتماعی ذمہ داری بنتی ہے کہ معاشرے میں تیزی کے ساتھ پھیلنے والی اخلاقی برائیوں کے خاتمہ اور مٹتی ہوئی دینی اقدار کی بحالی کے لیے ہر سطح پر اپنی شخصی حیثیت میں کردار ادا کریں اور اپنے بچوں اور زیر اثر افراد کی ذہنی و اخلاقی تربیت اس طرح کریں کہ وہ ان منکرات کے قریب بھی نہ جائیں۔

مذکورہ اسلامی تعلیمات ہمارے لیے ایک جامع ترین ضابطہ اخلاق کی حیثیت رکھتی ہیں، جس میں ہادیٔ عالم اور معلم کائنات ﷺ نے ابدی و دائمی قابل عمل راہنمائی عطا فرمادی ہے۔ اب ہم میں سے ہر شخص کی دینی و اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ صاحب خلق عظیم ﷺ کی عطا فرمودہ ان ہدایات کو اپنے لیے سرمۂ چشم بنا کر ان سے نورِ ہدایت حاصل کرے۔

❁❁❁❁❁

# قول و فعل میں ہم آہنگی - صفتِ مومن

## قول وفعل کا تضاد منافق کی نشانی ہے، صاف اور کھری بات مومن کی شان ہے

## اللہ رب العزت نے فرمایا تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں

ڈاکٹر حافظ محمد سعد اللہ

اسلام اپنے ماننے والوں میں جن اخلاق و اوصاف، صفات و کمالات، عادات و اطوار اور خوبیوں کو دیکھنا چاہتا ہے ان میں سے ایک نمایاں وصف، خوبی اور عادت یہ ہے کہ ایک مومن کے قول و فعل میں ہمیشہ اور ہر حال میں ہم آہنگی پائی جائے۔ قول و فعل کا تضاد؛ دوسرے لفظوں میں کہنا کچھ اور کرنا کچھ، ایک بزدل اور منافق کا کام تو ہوسکتا ہے مگر ایک مومن کی شان نہیں۔ مومن کا کام یہ ہے کہ وہ جو بات کہے سوچ سمجھ کر اور تول کر کہے اور جب ایک مرتبہ کہہ دے تو اپنے کہے کا ہمیشہ پاس رکھے۔

منافقت دو طرح کی ہے: ۱۔ اعتقادی ۲۔ عملی

اعتقادی منافقت یہ ہے کہ انسان دل سے اسلام کو سچا اور حق نہ مانتا ہو بلکہ صرف زبان سے کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات میں اسی اعتقادی منافقت کو بیان کیا گیا کہ ان کے قول و فعل میں تضاد تھا، یہ لوگ جب ایمان والوں سے ملتے تو کہتے ہم ایمان لائے اور جب کفار کے پاس جاتے تو کہتے کہ ہم تو ان کا مذاق اڑا رہے تھے ورنہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔

عملی منافق وہ ہیں جو دل سے اسلام کی سچائی اور اس کے حق ہونے کو تسلیم کرتے ہیں لیکن انسانی کمزوریوں اور نقائص کی وجہ سے احکامِ اسلام پر عمل کرنے میں کوتاہی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان کی زبان پر کچھ اور جبکہ عمل اس کے برعکس ہوتا ہے۔ ایسے منافق کی اصلاح تربیت کے ذریعہ کی جاسکتی ہے۔

قول و فعل میں متضاد رویہ رکھنے والوں سے متعلق قرآن مجید کی تعلیمات واضح ہیں، چند آیات ملاحظہ ہوں:

۱۔ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ. (الشعراء، ۲۶: ۲۲۶)

’’اور یہ کہ وہ (ایسی باتیں) کہتے ہیں جنہیں (خود) کرتے نہیں ہیں۔‘‘

۲۔ ایک اور مقام پر قرآن مجید نے نیکی کی ترغیب کرنے والوں کو یوں مخاطب کیا:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ. (البقرہ، ۲: ۴۴)

’’کیا تم دوسرے لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالاں کہ تم (اللہ کی) کتاب (بھی) پڑھتے ہو، تو کیا تم نہیں سوچتے؟۔‘‘

۳۔ قول و فعل میں تضاد کے حوالے سے قرآن مجید نے حضرت صالح علیہ السلام کے قول کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ.

’’اور میں یہ (بھی) نہیں چاہتا کہ تمہارے پیچھے لگ کر (حق کے خلاف) خود وہی کچھ کرنے لگوں جس سے میں تمہیں منع کر رہا ہوں۔‘‘ (هود، ۱۱: ۸۸)

۴۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ. كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ. (الصّف، ۶۱: ۲،۳)

’’اے ایمان والو! تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو۔ اللہ کے نزدیک بہت سخت ناپسندیدہ بات یہ ہے کہ تم

وہ بات کہو جو خود نہیں کرتے۔‘‘

آخرالذکر آیات (سورۃ الصّف) میں خطاب اگرچہ عام ہے لیکن ان آیات کے شانِ نزول کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل خطاب اُن مومنوں سے ہے جنہوں نے ایک موقعہ پر کہا تھا کہ اگر ہمیں پسندیدہ اعمال کا علم ہوجائے تو ہم انہیں ہر قیمت پر کریں گے لیکن جب انہیں بعض پسندیدہ اعمال بتلائے گئے تو اپنے عہد یا قول کے مطابق ان پر عمل کرنے کی بجائے انھوں نے سُستی دکھائی۔ اس لیے ان آیات کریمہ میں ایسے لوگوں کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ خیر کی جو باتیں کہتے ہو، کرتے کیوں نہیں ہو؟ جو بات منہ سے نکالتے ہو اسے پورا کیوں نہیں کرتے؟ جو زبان سے کہتے ہو، اس کی پاسداری کیوں نہیں کرتے؟

قول و فعل میں ہم آہنگی کے حوالے سے حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشاداتِ گرامی بھی واضح ہیں۔ اس سلسلہ میں چند فرامین مصطفیٰ ﷺ ملاحظہ ہوں:

۱۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے روز ایک شخص کو لایا جائے گا اور اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پس اس کی انتڑیاں اور معدہ باہر آجائے گا اور وہ اس کے اردگرد چکر لگا رہا ہوگا۔ جیسے گدھا چکی کے اردگرد چکر لگاتا ہے۔ دوزخی اس کے اردگرد چکر لگائیں گے اور پوچھیں گے: ارے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ تجھے یہ مصیبت کیسے پہنچی؟ کیا تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا میں تمہیں نیکی کا حکم کرتا تھا اور خود عمل نہیں کرتا تھا۔ تمہیں برائی سے منع کرتا تھا اور خود وہ برائی کرتا تھا۔ (بخاری، الصحیح، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار وانها مخلوقة، ۳: ۱۱۹۱، الرقم: ۳۰۹۴)

۲۔ خطیب بغدادی نے حضرت جابرؓ کی روایت کو نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنتی لوگ دوزخیوں پر جھانکیں گے اور پوچھیں گے تمہارے دوزخ میں جانے کا سبب کیا ہے؟ ہم تو تمہاری تعلیم کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگئے تو دوزخی کہیں گے: ہم تمہیں حکم دیتے تھے اور خود عمل نہیں کرتے تھے۔ (تفسیر درمنثور، ۱: ۱۷۶)

۳۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس عالم کی مثال جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور خود اس پر عمل نہیں کرتا اس چراغ کی مانند ہے جو لوگوں کو تو روشنی دیتا ہے جبکہ اپنے نفس کو جلا دیتا ہے۔ (طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۱۶۵، الرقم: ۱۶۸۱)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی قول یا عمل کی دعوت دیتا ہے اور خود اس پر عمل نہیں کرتا، وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہتا ہے۔ حتی کہ وہ اس برائی سے رک جائے جس سے لوگوں کو منع کرتا تھا۔ جس کی طرف بلاتا ہے اس پر خود بھی عمل شروع کردے۔ (تفسیر درمنثور، ۱: ۱۷۷)

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ابن عباس! میں چاہتا ہوں کہ نیکی کا حکم دوں اور برائی سے منع کروں۔ کیا میں اس طرح تبلیغ کا حق ادا کرسکتا ہوں؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں۔ پھر فرمایا اگر تجھے تین آیات قرآنیہ سے رسوائی کا خدشہ نہیں ہے تو ضرور ایسا کر۔ اس شخص نے پوچھا وہ آیات کون سی ہیں؟ فرمایا: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ کہا: یہ آیت تو نے سمجھ لی ہے؟ کہا: نہیں۔ فرمایا: دوسری آیت یہ ہے: لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ. كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۔ کیا تو نے یہ آیت سمجھ لی یعنی اس پر عمل کرلیا؟ کہا: نہیں۔ فرمایا: تیسری آیت یہ ہے جو حضرت صالح کا قول ہے کہ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ۔ کیا تو نے اس آیت پر بھی غور وفکر کیا؟ کہا: نہیں۔

۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا دل اس کی زبان کے مطابق نہ ہوجائے اور اس کی زبان اس کے دل کے حال کے مطابق نہ ہوجائے اور اس کا قول اس کے عمل کی مخالفت نہ کرے اور اس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوجائے۔ (اخرجہ المنذری فی الترغیب والترھیب، ۱/ ۸۵، الرقم: ۲۲۳)

مذکورہ آیاتِ قرآنیہ اور فرامینِ مصطفیٰ ﷺ سے واضح ہوتا ہے کہ ایک سچے مسلمان کے قول اور عمل میں مطابقت ہونی

چاہیے کہ وہ جو کچھ کہے اسے کرکے دکھائے اور کرنے کی نیت یا ہمت نہ ہو تو زبان سے بھی نہ نکالے۔ کہنا کچھ اور کرنا کچھ، یہ انسان کی ان بدترین صفات یا برے اخلاق میں سے ہے جو اللہ کریم کی نگاہ میں سخت ناپسندیدہ ہیں، کُجا کہ ایک ایسا شخص اس اخلاقی عیب میں مبتلا ہو جو اللہ پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتا ہو۔ نبی اکرم ﷺ اور صاحب خلق عظیم نے کئی مواقع پر اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ کسی شخص میں اس صفت یعنی قول وفعل کا تضاد پایا جانا ان علامات میں سے ہے جو ظاہر کرتی ہیں کہ وہ مومن نہیں بلکہ منافق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

آیة المنافق ثلاث: اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا اوتمن خان.

(صحیح بخاری، باب علامة المنافق، ۱:۲۱، الرقم:۳۳)

''منافق کی تین نشانیاں ہیں اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو، روزہ رکھتا ہو اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو۔ پہلی یہ کہ جب بولے تو جھوٹ بولے، دوسری جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور تیسری جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو اس میں خیانت کرے۔''

قول وفعل کا تضاد یا قول وعمل میں ہم آہنگی اور مطابقت نہ ہونے کی عادت جہاں دنیا میں انسان کی شہرت، نیک نامی اور عزت کو نقصان پہنچاتی اور معاشرے میں اس پر اعتبار و اعتماد کو کھودیتی ہے، وہاں اسلامی نقطہ نظر سے آخرت میں بھی یہ بات قابلِ گرفت ہے۔ چنانچہ سورۃ الصّف کی مذکورہ بالا آیات کی تفسیر میں مفسر قرطبی نے معروف صحابی حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی یہ روایت لکھی ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا:

مررت لیلة اسری بی علی قوم تقرض شفاھھم بمقاریض من نار. قال: قلت: من ھولاء؟ قالوا: خطباء من اھل الدنیا کانوا یامرون الناس بالبر وینسون انفسھم وھم یتلون الکتاب افلا یعقلون. (اخرجہ احمد بن حنبل فی المسند، ۳/۱۲۰، الرقم: ۱۲۲۳۲)

''معراج کی رات میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے مسلسل کاٹے جارہے تھے۔ ادھر ہونٹ کاٹے جاتے اور اُدھر درست ہوجاتے۔ میں نے جبریل امین سے پوچھا: یہ کون اور کیسے لوگ ہیں؟ تو انھوں نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ خطیب و واعظ ہیں جو لوگوں کو تو وعظ ونصیحت کرتے تھے مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ اس طرح اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے مگر اس کے مطابق عمل نہیں کرتے تھے۔''

جس آدمی کے قول وفعل میں ہم آہنگی نہ ہو، قدرتی اور نفسیاتی طور پر اس کی بات میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس جس آدمی کے قول کے پیچھے عمل اور اخلاص کی طاقت بھی ہو، اس کی بات میں لازمی طور پر ایک تاثیر ہوتی ہے۔ اسی لیے شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے کہا تھا:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

انبیاء اور دیگر حکماء کے مابین فرق یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی اخلاقی تعلیمات کے ساتھ ساتھ ان کی معصوم عن الخطاء زندگی ان کے مقدس کارنامے اور ان کے پاک اثرات ہوتے ہیں جن کا فیض اُن کے انگ انگ سے خیرو برکت کی سلسبیل بن کر نکلتا ہے اور پیاسوں کو سیراب کرتا ہے لیکن بڑے سے بڑا حکیم اور اخلاق کا دانائے راز جس کی اخلاقی سخن طرازی اور نکتہ پروری سے دنیا محوِ حیرت ہے، عمل کے لحاظ سے دیکھو تو اس کی زندگی ایک معمولی بازاری آدمی سے ایک انچ بلند نہ ہوگی۔ وہ گو دوسروں کو روشنی دکھا سکتا ہے مگر خود تاریکی سے باہر نہیں آتا۔ وہ دوسروں کی رہنمائی کا مدعی بنتا ہے مگر خود عمل کی راہ میں بھٹکتا پھرتا ہے۔ وہ رحم و محبت کے طلسمات کے ایک ایک راز سے واقف ہے مگر غریبوں پر رحم کھانا اور دشمنوں سے محبت کرنا وہ نہیں جانتا۔ وہ سچائی اور راستبازی پر بہترین خطبہ دے سکتا ہے مگر وہ خود سچا اور راست باز نہیں ہوتا۔

اس فرق کا دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ حکیم چونکہ محض زبان یا دماغ ہوتا ہے، دل اور ہاتھ نہیں۔ اس لیے اس کے منہ کی آواز کسی دل کی لوح پر کوئی نقش نہیں بناتی بلکہ ہوا کے تموّج میں مل کر بے نشان ہوجاتی ہے اور اُدھر انبیاء علیہم السلام چونکہ جو کچھ کہتے

ہیں وہ کرتے بھی ہیں۔۔۔ جو ان کی تعلیم ہے وہی ان کا عمل ہے۔۔۔ جو ان کے منہ پر ہے وہی دل میں ہے۔۔۔ اس لیے ان کی تعلیم اور صحبت کا فیضان خوشبو بن کر اڑتا اور ہم نشینوں کو معطر بنادیتا ہے۔ یہی وہ فرق ہے جو انبیاءؑ اور حکماء یعنی حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور محمد رسول اللہ ﷺ اور سقراط، افلاطون اور ارسطو میں نمایاں ہے۔ سقراط اور افلاطون کے مکالمات اور ارسطو کے اخلاقیات کو پڑھ کر ایک شخص بھی صاحبِ اخلاق نہ بن سکا مگر یہاں قوموں کی قومیں ہیں جو حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و تلقین سے اخلاق کے بڑے بڑے مدارج اور مراتب پر پہنچیں اور آج کرۂ ارض پر جہاں کہیں بھی حسنِ اخلاق کی کوئی کرن ہے، وہ نبوت ہی کے کسی مطلع انداز سے چھن کر نکل رہی ہے۔

(سیرۃ النبی از سید سلیمان ندوی، جلد ششم، ص۴۰، ۴۱)

اسی لیے کہا گیا ہے اور سچ کہا گیا ہے کہ

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انہی کی لگائی ہوئی ہے

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سارے انبیاء کرامؑ اپنی تعلیمات اور فرمودات پر سب سے زیادہ عمل کرنے والے تھے مگر ان کی قوموں نے اپنے انبیاء کی تعلیم اور نمونہ عمل کو محفوظ نہیں رکھا جبکہ اللہ کے آخری نبی اور ہمارے پیغمبر اکرم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی تعلیمات اور ان تعلیمات کے مطابق آپ ﷺ کا نمونہ عمل آج بھی قرآن و سنت اور حدیث و سیرت کی کتابوں میں محفوظ اور روز روشن کی طرح واضح ہے۔

اہلِ علم جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے جس چیز کا بھی حکم دیا ہے پہلے خود اس پر سو فیصد سے بھی زیادہ عمل کرکے دکھایا۔ چنانچہ پہلے چالیس سال تک قرآن بن کر دکھایا، اسکے بعد قرآن پڑھ کر سنایا اور عمل کا حکم دیا۔۔۔ پہلے خود ساری ساری رات کھڑے ہوکر عبادت کی، تب جاکر لوگوں کو دن رات میں صرف پانچ نمازوں کا حکم دیا۔۔۔ پہلے خود اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کیا، تب کہیں لوگوں کو صرف اڑھائی فیصد زکوٰۃ کا حکم دیا۔۔۔ اگر غریبوں اور مسکینوں کی اعانت کا حکم دیا تو پہلے خود اس فرض کو ادا کیا۔ خود بھوکے رہے اور دوسروں کو کھلایا۔۔۔ اگر آپ ﷺ نے دشمنوں کو معاف کرنے کی نصیحت کی تو پہلے خود اپنے دشمنوں کو معاف کیا۔ کھانے میں زہر دینے والوں سے درگزر کیا، جنہوں نے آپ ﷺ پر تیر برسائے اور تلواریں چلائیں، مسلح ہوکر بھی کبھی ان پر ہاتھ نہ اٹھایا۔

مختصر یہ کہ حضور والا شان ﷺ کی ساری زندگی قول و فعل میں ہم آہنگی کا ایک کامل اور بے مثال نمونہ ہے اور یہی سیرت و کردار آپ ﷺ اپنی امت کے ہر فرد خصوصاً حکام و امراء اور دینی و معاشرتی اعتبار سے متعدد لوگوں میں دیکھنا چاہتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ والی بصرہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ایک مرتبہ جب راہِ جہاد میں پیادہ پا چلنے کا وعظ کیا اور خود اس پر عمل کا نمونہ پیش کرنے کی بجائے ترکی گھوڑے پر سوار ہوکر نکلے تو لوگوں نے بڑھ کر باگ پکڑی اور کہا: قول و فعل میں یہ اختلاف کیسا؟ دوسروں کو جس چیز کی ترغیب دیتے ہو اس پر خود عمل کیوں نہیں کرتے؟ حضرت ابوموسیٰؓ اس کا کوئی تشفی بخش جواب نہ دے سکے۔ مورخ طبری کے مطابق اسی وقت ایک جماعت شکایت لے کر دارالخلافہ مدینہ منورہ پہنچی اور ان کی معزولی کا مطالبہ کیا۔ امیرالمومنین حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت ابوموسیٰ کے قول و فعل میں اس تضاد پر انھیں معزول کردیا اور عبداللہ بن عامرؓ کو ان کی جگہ مامور کیا۔

قول و فعل کے تضاد کے دینی اور دنیوی اعتبار سے بہت شدید نقصانات ہیں۔ پہلا نقصان تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے بری حالت دو چہرے والوں، یعنی منافقین کی ہوگی۔ دوسرا نقصان یہ ہے کہ یہ شخص لوگوں کی نظروں میں گر جاتا ہے، اس کی وقعت ختم ہوجاتی ہے اور اسے ذلت و رسوائی اس کا مقدر بنتی ہے۔ اس لئے زندگی میں انسان کو ہر حوالے سے اپنے قول و فعل میں مطابقت کی فکر کرنی چاہئے تاکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں سرخرو ہو سکے اور معاشرے کے افراد کا اعتماد بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکے۔ ❁❁❁❁❁

# ماہِ صیام کے بعد اعمالِ خیر پر استمرار و دوام

## رمضان المبارک کے بعد ہمارا نفس نیک اعمال سے روکنے کی کوشش کرے گا

## فلسفۂ صوم و صلوٰۃ کو عملی زندگی پر نافذ کریں

محمد علی قادری

رمضان المبارک اپنی تمام تر فضیلتوں، رحمتوں، برکتوں اور سعادتوں کے ساتھ تشریف لایا اور ہمیں روحانی لذتیں اور راحتیں عطا کرنے کے بعد ہم سے رخصت ہوگیا۔ جب رمضان المبارک ہم سے رخصت ہو رہا تھا تو ہمیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ہمارا کوئی قریبی عزیز ہم سے جدا ہو رہا ہو۔ اس کیفیت کی وجہ رمضان المبارک کے ساتھ ہماری محبت، الفت اور قلبی وابستگی تھی۔ رمضان المبارک میں ہم پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی نوازشات ہو رہی تھیں، ہمیں انواع و اقسام کی نعمتیں نصیب ہو رہی تھیں، ہماری نیکیوں میں دھڑا دھڑ اضافہ ہو رہا تھا، رحمتوں کی برسات ہو رہی تھی اور مغفرتوں اور بخششوں کی ندائیں دی جا رہی تھیں۔ غرض ہمارا ایک ایک پل یادِ الٰہی میں بسر ہو رہا تھا۔ ہر طرف رحمت ہی رحمت، ہر سمت برکت ہی برکت اور ہر سو نعمت ہی نعمت نظر آ رہی تھی اور بالآخر رمضان المبارک ہم سے وداع ہوگیا۔

ماہِ رمضان المبارک کی رخصتی سے ہم دل گیر بھی ہوئے اور آبدیدہ بھی، افسردہ بھی ہوئے اور غمگین بھی مگر کیا ہم نے کبھی یہ سوچا کہ رمضان المبارک ہماری زندگی میں کیوں آیا تھا۔۔۔؟ صیام و قیامِ رمضان کا کیا مقصد تھا۔۔۔؟ رمضان المبارک کے ہم سے کیا تقاضے تھے۔۔۔؟ اور کیا ہم نے وہ تقاضے پورے کئے۔۔۔؟ ہمیں خود احتسابی کے ذریعے اپنی زندگی کے شب و روز کا جائزہ لینا ہوگا کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔۔۔؟ ہم نے اس رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں سے کس قدر فائدہ اٹھایا۔۔۔؟ ہم نے اپنے اکاؤنٹ میں کس قدر نیکیاں جمع کیں۔۔۔؟ ہم نے اپنے ذاتی احوال کی کتنی اصلاح کی۔۔۔؟ اپنے اعمال کو کتنا درست کیا اور اپنے اخلاق و اطوار کو کتنا پاکیزہ اور مزین کیا۔۔۔؟ کیا ہم نے حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی خیال رکھا۔۔۔؟ کیا ہم نے اپنے والدین رشتہ داروں اور ہمسایوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا مظاہرہ کیا۔۔۔؟ کیا ہم نے ماہِ صیام کے بعد بھی اعمالِ خیر پر کاربند رہنے کا عزم کیا۔۔۔؟ اگر ہم خود احتسابی کے اس امتحان میں کامیاب قرار پائے تو ہم نے واقعی رمضان المبارک کے تقاضے پورے کئے، ورنہ ہمیں بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آیا۔

### ماہِ صیام میں ہمارے شب و روز

ایک مسلمان کے شب و روز رمضان المبارک میں کس طرح گذرتے ہیں اور رمضان المبارک کے بعد کیسے گذرتے ہیں اس کا تقابلی جائزہ کچھ اس طرح پیش کیا جا سکتا ہے کہ رمضان المبارک کے دوران ہر مسلمان نیکی اور خیر کے جذبے سے سرشار نظر آتا ہے۔ مساجد نمازیوں سے بھر جاتی ہیں۔ ہر مسلمان نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لیے کوشاں نظر آتا ہے۔ عبادات اور تلاوت قرآن کے معمولات میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ والدین، اہل خانہ اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ

☆ سینئر ریسرچ سکالر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور

حسنِ سلوک کے جذبات اُمڈ آتے ہیں۔دوستوں اور ہمسایوں کے ساتھ تعلقات کو بہتر کیا جاتا ہے، سحر و افطار میں غرباء و مساکین کو شاملِ شرب و طعام کیا جاتا ہے۔انفاق فی سبیل اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے خوب سخاوت کی جاتی ہے۔حسنِ اخلاق کا بہترین مظاہرہ کیا جاتا ہے۔اپنے بیگانوں سب کے ساتھ عاجزی و ملنساری کے ساتھ برتاؤ کیا جاتا ہے۔بیماروں کے تیمار داری کے ساتھ ساتھ ان کے علاج معالجہ کے اخراجات کے فنڈز فراہم کیے جاتے ہیں۔ہسپتالوں میں مریضوں کو باقاعدگی سے کھانا فراہم کیا جاتا ہے۔غرض اس ماہ مبارک میں ہر مسلمان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ ہر کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔عمل خیر کا یہ جذبہ اور نیکی کا یہ داعیہ ماہ رمضان المبارک کی بدولت موجود ہوتا ہے۔ہر مسلمان فلسفہ صیام پر مقدور بھر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتا نظر آتا ہے۔ ماہ صیام میں اخلاصِ نیت اور طہارتِ عمل کے باعث دل کا آئینہ کینہ و بغض اور حسد و عناد جیسے رذائل سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ ہر مسلمان فرمانِ رسول ﷺ پر عمل کرتے ایمان اور احتساب کے ساتھ روزے رکھنے کی سعی کرتا ہے۔

ماہ رمضان المبارک میں نیکیوں کی اس بہار کا دائرہ نہ صرف مساجد بلکہ گھر اور کوچہ و بازار تک وسیع ہو جاتا ہے۔ احترامِ رمضان میں اشیاء کے نرخ کم کر دیئے جاتے ہیں۔ملازمین کو جلد چھٹی دے دی جاتی ہے تاکہ ان کی مشقت میں کمی ہو اور وہ جلد گھر پہنچ کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ روزہ افطار کر سکیں۔

رمضان بازاروں میں حکومتی سطح پر اشیائے خورد و نوش کے نرخ مقرر کر دیے جاتے ہیں جن سے زائد وصول کرنے والے قانون کی گرفت میں آجاتے ہیں۔ اسی طرح مختلف انضباطی ادارے حرکت میں آتے ہیں اور عوام کو سہولت بہم پہنچانے میں مصروف عمل ہوتے ہیں۔رمضان المبارک میں ہر شخص نیکی اور خیر کے جذبہ سے سرشار نظر آتا ہے۔ وہ دوسروں کے ساتھ بھلائی کر کے خوشی محسوس کرتا ہے۔

اسلامی کتب خانے جو سارا سال قارئین کی راہ تکتے رہتے ہیں رمضان المبارک میں آباد نظر آتے ہیں۔ علماء و واعظین کے دروس قرآن کا سلسلہ بھی پورا مہینہ جاری رہتا ہے۔شادی ہال جو سارا ڈھول باجوں کی آوازوں سے گونجتے رہتے تھے، رمضان المبارک میں تلاوتِ قرآن اور درود و سلام کے نغمات ان کی فضا کو معطر کر رہے ہوتے ہیں۔

## بعد از ماہِ صیام ہمارے شب و روز

لیکن جونہی رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ اپنے اختتام کو پہنچتا ہے لوگ اپنے سابقہ معمول پر واپس آجاتے ہیں۔ان کے تیور یکسر بدل جاتے ہیں۔ان کے لہجے کی مٹھاس اور شیرینی یکا یک کڑواہٹ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ان کی طبیعت کی نرمی اور خوش مزاجی ہوا ہو جاتی ہے اور وہ حسبِ سابق بدخو اور ترش رو ہو جاتے ہیں۔

مساجد میں مؤذن اور امام کے علاوہ محلے کے چند ضعیف العمر بزرگ جماعت کا انتظار کرتے نظر آتے ہیں۔وہی مساجد جہاں چند روز قبل عبادت گزاروں کا تانتا بندھا رہتا تھا، آج وہاں بمشکل چند افراد نظر آتے ہیں۔

ایک مسلمان گھرانے کا جائزہ پیش کریں تو صورتِ حال کچھ مختلف نظر نہیں آتی۔بچوں سے لے کر بڑوں تک تمام افراد خانہ جس ذوق وشوق سے عبادتِ الٰہی میں مصروف نظر آتے تھے غیر رمضان میں وہ معدوم دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح دیگر دینی شعار اور اسلامی تعلیمات پر عمل میں بھی کمی ہوتی نظر آتی ہے۔

کوچہ و بازار میں چہل پہل تو دکھائی دیتی ہے لیکن لوگوں کے احساسات میں واضح طور پر رمضان المبارک کے مقابلے میں تفاوت نظر آتا ہے۔غرض ہم جس مقام پر بھی چلے جائیں ہمیں اِلا ماشاء اللہ اسی طرح کی صورت حال نظر آئے گی۔

ماہ صیام کے بعد کی اس صورت حال سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے بعد ہمارے معمولاتِ زندگی میں کوئی انقلابی تبدیلی نہیں آئی۔

## ماہِ صیام کے بعد ہمارے شب و روز کیوں نہیں بدلتے

کیا وجہ ہے کہ ماہِ صیام کے روحانی ریفریشر کورس (Spiritual Refresher Course) کے بعد بھی ہم میں سے اکثر افراد کی زندگی میں وہ تبدیلی رونما نہیں ہوتی جس کا اسلام تقاضا کرتا ہے۔ آیئے! ان اسباب اور عوامل کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن کی وجہ سے مسلمانوں میں وہ تبدیلی رونما نہیں ہوتی جس کا اسلام ان سے تقاضا کرتا ہے:

۱۔ اس کی پہلی اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے کبھی فلسفۂ صوم کو اپنی عملی زندگی پر نافذ ہی نہیں کیا۔

۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہماری مذہبی اور معاشرتی زندگی ہر حوالے سے عدمِ توازن کا شکار ہے۔

۳۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ہم غیر مستقل مزاج ہیں۔

اگر ہم فلسفۂ صوم کو عملی طور پر تمام شعبہ ہائے حیات پر نافذ کر لیں تو باقی وجوہات کا ازالہ از خود ممکن ہے۔ یہ فلسفہ کیا ہے؟ اسے جاننے کے لیے قرآنی رہنمائی کی ضرورت ہے۔

اسلام چونکہ تعمیرِ انسانیت اور فلاحِ انسانیت کا مذہب ہے اس لیے اس کی تمام تر تعلیمات کا مرکز و محور بھی یہی دو نکات ہیں۔ نماز، روزہ، جملہ عبادات اور تمام اعمالِ خیر کی اساس تقویٰ ہے۔ اسی تقویٰ کے ذریعے انسانی اخلاق و کردار کی تعمیر ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. (البقرہ، ۲:۲۱)

”اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو (بھی) جو تم سے پیشتر تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔“

جس شخص کو تقویٰ کی دولت مل جائے اس کا شمار زمرۂ متقین میں ہونے لگتا ہے۔ متقین وہ لوگ ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں بار بار آیا ہے۔ سورہ بقرہ کے آغاز میں ہی ان کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ یہ لوگ قرآنی ہدایت کے وصول کنندہ ہیں، غیب پر ایمان لانے والے، نماز کو قائم کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق میں سے اس کی راہ میں خرچ کرنے والے ہوتے ہیں۔

## متاعِ تقویٰ کی حفاظت

تقویٰ ایک ایک ایسی صفت ہے کہ جو انسان میں خیر اور شر، صحیح اور غلط، حق اور باطل، سچ اور جھوٹ کے درمیان امتیاز کرنے کی صلاحیت پیدا کر دیتی ہے۔ اسی وجہ سے اس متاع گراں قدر کو بہترین زادِ راہ قرار دیا گیا ہے۔

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ○ (البقرۃ، ۲، ۱۹۷)

اور (آخرت کے) سفر کا سامان کرلو بے شک سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے اور اے عقل والو! میرا تقویٰ اختیار کرو○

اسی طرح تقوی کو بہترین لباس قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح ظاہری لباس انسان کو سردی گرمی کے مضر اثرات اور ماحول کی آلودگیوں سے بچاتا ہے اس طرح تقویٰ انسان کے باطن کو گناہ کی آلائشوں اور برے ماحول کے برے اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔

وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ط (الأعراف، ۷:۲۶)

اور تقویٰ کا لباس ہی بہتر ہے۔

قارئین کرام ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان جس طرح رمضان المبارک میں تقوی کا لباس پہن کر گناہوں کی آلودگی سے خود کو بچا لیتا ہے، اسے چاہئے کہ وہ یہ لباس غیر رمضان میں بھی پہنے رکھے اور حسنِ اعمال کا سلسلہ کبھی رکنے نہ دے بلکہ اسے تا عمر جاری و ساری رکھے۔ نہ صرف وہ خود تقویٰ پر کاربند رہے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائے۔ نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور گناہ اور معصیت کے کاموں میں عدم تعاون بھی اہلِ تقوی کی صفات میں سے ایک اہم صفت ہے جو معاشرتی اصلاح کے لیے ایک بہترین عمل ہے۔ اس پر عمل پیرا ہونا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو نیکی اور تقویٰ پر استوار کریں اور ان اعمال خیر کو ہمیشہ جاری و ساری رکھیں جو ماہ صیام میں خوش دلی سے کرتے رہے ہیں۔

## ماہ صیام کے بعد ہمیں اپنے شب روز کیسے گزارنے چاہئیں

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کے وہ نیک اعمال زیادہ محبوب ہیں جن پر وہ مداومت اختیار کرتا ہے اور انہیں پابندی کے ساتھ ہمیشہ جاری رکھتا ہے۔ فرائض کی تکمیل کے بعد وہ نیک اعمال خواہ مقدار میں تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں مگر ان پر بندے کا دوام ہو۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا:

أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟

”کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟“

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَدُوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ ”جو ہمیشہ کیا جائے، اگرچہ وہ تھوڑا ہو“
(صحیح البخاری ج۵، ص۲۳۷۳، رقم:۶۱۰۰)

رمضان المبارک کے رخصت ہونے کے بعد ہمارے اعمالِ صالحہ کا سلسلہ ختم نہیں ہونا چاہیے بلکہ طاعات وعبادات اور ریاضات ومجاہدات کا سلسلہ جاری رہے تب ہی ماہِ صیام کے بعد ہم اس ماہ مبارک کے روحانی ثمرات کو سمیٹ کر اپنی آئندہ زندگی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی روشنی میں بسر کرسکتے ہیں۔ ماہ صیام کے دوران ہم درج ذیل اوصاف کی تربیت حاصل کرتے ہیں:

۱۔صبرواستقامت ۲۔ضبطِ نفس ۳۔مجاہدۂ نفس
۴۔محاسبۂ نفس ۵۔عبادت وریاضت ۶۔خدمتِ انسانیت
۷۔اعمالِ خیر پر مواظبت ۸۔حسن اخلاق ۹۔حسنِ معاشرت
۱۰۔معاشرتی برائیوں سے کنارا کشی
۱۰۔شہوات وخواہشاتِ نفسانیہ سے چھٹکارا

یہ اور اس جیسی بے شمار صفات ہیں جو رمضان المبارک میں ہماری تربیت کا حصہ رہی ہیں۔ہم عام دنوں میں بھی اپنی شخصیت کو ان اوصاف سے آراستہ کرسکتے ہیں۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ ان تمام اعمال صالحہ اور امورِ خیر کو ماہِ صیام کے بعد بھی اپنی زندگی کے معمولات کے طور پر جاری رکھے۔ جس طرح رمضان المبارک میں انسان روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ دیگر بدنی اور مالی عبادات میں بھی مشغول رہتا ہے، ایام رمضان کے بعد ہم دیگر مہینوں میں بھی اس پریکٹس کو جاری رکھ سکتے ہیں۔

## تزکیۂ نفس

رمضان المبارک کے بعد ہمارا نفس ہمیں نیک اعمال سے روکنے کی کوشش کرے گا، لہٰذا ہمیں سب سے پہلا کام اپنے نفس کا تزکیہ کرنا ہے۔نفس امارہ انسان کو برائی پر اکساتا رہتا ہے۔قرآن حکیم میں ارشادفرماتا ہے:

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ○(یوسف،۱۲:۵۳)

”اور میں اپنے نفس کی برأت (کا دعویٰ) نہیں کرتا، بے شک نفس تو برائی کا بہت ہی حکم دینے والا ہے سوائے اس کے جس پر میرا رب رحم فرمائے“

اگر ہمارے دل و دماغ میں یہ حقیقت راسخ ہوجائے کہ ایک دن ہم نے اپنے خالق و مالک کے حضور پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے تو یہ ڈر ہمارے نفس کو بری خواہشات سے محفوظ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تزکیۂ نفس کو انسان کی کامیابی وکامرانی اور فلاح ونجات کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے ارشادفرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا○(الشمس،۹۱:۹)

بے شک وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اس کو (رذائل سے) پاک کرلیا (اوراس میں نیکی کی نشو ونما کی)○

جس شخص نے اپنے نفس کو بری خواہشات اور معصیت کی میل کچیل سے پاک کرکے اس میں نیکی کے بیج کی آبیاری نہ کی وہ ناکام نامراد ہوا۔اس حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا○(الشمس،۹۱:۱۰)

اور بے شک وہ شخص نامراد ہوگیا جس نے اسے (گناہوں میں) ملوث کرلیا (اور نیکی کو دبا دیا)○

شیخ الاسلام مدظلہ العالی اپنی کتاب حقیقت تصوف (ص۲۰۸) میں تزکیہ نفس کے حوالے سے رقم فرماتے ہیں:

”جس نے نفس کو خواہشات کی آلودگیوں سے پاک کرلیا اس کے لئے جنت کا مژدہ جانفزا ہے کیونکہ اس نے مقصدِ حیات کو پالیا اور نفس جیسے بدخواہ اور رہزن کی چالوں سے بچتا ہوا صراطِ مستقیم پر گامزن رہا اور اس طرح منزلِ مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔“

اگر ہم اپنی اخروی فلاح ونجات چاہتے ہیں اور ماہ رمضان المبارک کی سعادتوں، برکتوں اور رحمتوں سے اپنے دامن کو معمور رکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے نفس کی فریب کاریوں، عیاروں اور مکاریوں سے ہر لحظہ ہوشیار رہنا ہوگا اور اس کے دامِ تزویر سے بچنا ہوگا۔ ماہ رمضان المبارک کے اثرات غیر رمضان میں بھی ہماری سیرت وکردار کی طہارت و پاکیزگی سے نظر آئیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے احوال کی اصلاح کی توفیق ارزانی فرمائے!
آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ ❁❁❁❁❁

# حضرت فریدِ ملت ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ

## تحریک پاکستان کی ایک عظیم علمی و روحانی اور سیاسی شخصیت

## انسانی قلب کے لطائفِ خمسہ جب بیدار ہوتے ہیں تو خاص کشفی ہدایتِ الٰہی کے دروازے کھل جاتے ہیں

محمد شفقت اللہ قادری

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے گرامی قدر والدِ عظیم المرتبت عزت مآب فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کا علمی و روحانی اور ادبی مقام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ تحریک منہاج القرآن کے رفقاء و کارکنان میں سے ہر ایک آپ کے مقام و مرتبہ سے آگاہ ہے۔ زیرِ نظر صفحات پر فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کی قومی اور ملی عملی خدمات کا تذکرہ کرنا مقصود ہے تاکہ ان کا وہ سنہرا کردار اہلِ پاکستان کے روبرو آشکار ہوجائے جو انہوں نے شب روز کی محنت شاقہ سے تحریک پاکستان میں اپنی عملی جدوجہد کے ذریعے حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی منفرد قیادت اور علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی سرپرستی و رہنمائی میں ادا کیا۔

تحریک پاکستان میں آپ کی گراں قدر ملی و قومی خدمات کے اعتراف میں آپ کی وفات کے تقریباً 48 سال بعد فروری 2022ء میں آپ کو گولڈ میڈل اور اعزازی تعریفی سرٹیفکیٹ سے نوازا گیا۔ یہ امر ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کے منفرد علمی و روحانی و ملی تشخص کے باعث وابستگان منہاج القرآن انٹرنیشنل کے لیے بالخصوص اور اہلیان پاکستان کے لیے بالعموم ایک امتیازی اعزاز ہے۔ یہ ریاستی سطح پر فرید ملتؒ کی قومی و ملی خدمات کا اعتراف ہے۔ تحریکِ پاکستان میں فریدِ ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کے کردار کو بیان کرنے سے قبل ذیل میں آپ کے چند اوصافِ حمیدہ نذرِ قارئین ہیں:

علم و معرفت و عشق کا تلاطم خیز قلزم تھے فریدالدینؒ
حب الوطنی سے سرشار، محبت انسانی کی شاہکار ہستی تھے فریدالدینؒ

حضرت فرید ملتؒ بچپن سے ہی غیر معمولی اوصافِ حمیدہ اور ذہانت و فطانت سے بہرہ ور تھے۔ آپ خداوند عظیم کے ان خاص نفوس قدسیاں میں سے تھے جن کی آفرینش ہی سحر علمی اور سحر روحانی ہوا کرتی ہے۔ فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کو حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ ایک خاص تعلق کی بناء پر رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں خاص مقام حاصل ہوا اور پھر رسالت مآب ﷺ کے درِ اقدس تک رسائی و آشنائی کے باعث ذاتِ باری تعالیٰ سے خاص تعلق نصیب ہوا۔ یہ امر کس طرح ممکن ہوتا ہے؟ اس حوالے سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری فرماتے ہیں کہ:

انسانی قلب کے لطائف خمسہ جب بفضل تعالیٰ بیدار ہوجاتے ہیں تو خاص کشفی ہدایتِ الٰہی کا دروازہ بندے کے لیے کھل جاتا ہے۔ یہ دروازۂ ہدایت فقط خیراتِ مصطفوی کا ہی ہے جس سے لطف و انوار کا نزول قلبِ انسانی پر ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ قلبی لطائف خمسہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ لطیفہ قلب ۲۔ لطیفہ روح ۳۔ لطیفہ سر
۴۔ لطیفہ خفی ۵۔ لطیفہ اخفی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری فرماتے ہیں کہ ان لطائفِ قلبی کے ذریعے انسان کے دل کی آنکھ بینا ہوجاتی ہے، حقائق سے پردے اٹھنے شروع ہوجاتے ہیں، روح کے کان سننا شروع کردیتے ہیں اور یوں انسانی قلب بعض ایسے حقائق کا ادراک کرنے لگتا ہے

☆ سینئر ریسرچ اسکالر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، لاہور

جو عمومی طور پر حواسِ خمسہ اور عقل وخرد کی زد میں نہیں آسکتے۔

اسی بحث کی دلیل میں امام غزالی اپنی کتاب المنقذ من الضلال میں فرماتے ہیں کہ عقل کے بعد ایک اور ذریعہ ہے جس میں باطنی آنکھ کھل جاتی ہے۔ اس کے ذریعے عینی حقائق اور مستقبل میں ظہور پذیر ہونے والے واقعات کو دیکھا جاتا ہے اور ان دیگر امور کو بھی جن کے ادراک سے عقل قاصر ہوتی ہے۔

حضرت فرید ملت بفضل تعالیٰ خیراتِ مصطفوی کے باعث اسی مذکورہ کشفی و فیوضاتی کرم نوازی سے بہرہ ور تھے۔ عقل و خرد سے ماورآ پیش آنے والے واقعات سے آگاہ ہوجاتے تھے۔ انھیں رموز اسرار اور اکثر واقعات کا قلبی ادراک ہوجاتا اور سچے خوابوں کے ذریعے بعض معاملات آگاہ کردیئے جاتے۔ ان کے ہم عصر علما اور ادبی حلقے ان کی اس کشفی کرامت سے واقف تھے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور راقم ان کی بشارتی اور کشفی کرامات سے نہ صرف واقف ہیں بلکہ عینی شاہد بھی ہیں۔ ہم نے بے شمار واقعات رونما ہونے سے قبل ہی آپ کی زبان سے سنے ہوئے ہوتے تھے۔ یہ کشف اور رویائے صالحہ یقیناً کرامتِ فریدیہ کا روشن باب ہے۔

ذیل میں فرید ملتؒ کی سیاسی اور معاشرتی زندگی کے چیدہ چیدہ عمیق گوشے درج کیے جارہے ہیں:

## ۱۔ فرید ملتؒ تاریخ ساز سیاسی شخصیت

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ فرید ملتؒ ڈاکٹر فریدالدین قادری اپنے عہد کی ایک عظیم علمی و روحانی اور ادبی شخصیت تھے اور تحریک منہاج القرآن کے حلقوں میں بالخصوص اور عوام الناس اور علما کے حلقوں میں بالعموم اسی حوالے سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ یہ امر بھی کسی سے مخفی نہیں ہے کہ آپ نے لڑکپن سے ہی علم و ادب اور دیگر علوم وفنون کے حصول کے لیے شرق تا غرب علمی و روحانی سفر اختیار کیا۔ دنیوی تعلیم کے لیے آپ نے سیالکوٹ کا رُخ کیا اور پھر اعلیٰ تعلیم اور ادبی ذوق انھیں لکھنو (انڈیا) لے گیا جہاں مجموعی طور پر تقریباً 12 سال تک اپنی علمی و روحانی اور ادبی تشنگی دور کی۔ علمی و روحانی اکتساب فیض کی خاطر مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، شام، دمشق، لبنان، عراق، ایران اور کئی دیگر دورافتادہ ممالک کے سفر کیے اور عالمی شہرت یافتہ جید محدثین اور علماء وفقہاء سے علمی و روحانی اکتساب فیض کیا۔ جن نامور محدثین اور علماء دین سے اکتسابِ فیض کیا، ان میں درج ذیل ہستیاں قابلِ ذکر ہیں:

۱۔ شیخ محمد مالکی مراکشی (مکہ مکرمہ)

۲۔ علامہ عبدالحئی فرنگی محلی لکھنو (فرنگی محل انڈیا)

۳۔ مولانا بدر عالم میرٹھی (انڈیا) (جو سید انور شاہ کشمیری کے شاگرد تھے۔ (فیض الباری شرح بخاری انہی کی مرتب شدہ ہے)

۴۔ محدث اعظم مولانا عبدالشکور مدنیؒ

حضرت فرید ملتؒ کے قریبی علمی اور روحانی حلقے اس پہلو سے آشنا تھے کہ آپ تحریک پاکستان کے قائدین قائداعظم محمد علی جناحؒ اور حکیم الامت ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کے منظور نظر سیاسی کارکن اور معاون گردانے جاتے تھے۔ اس کا بیّن ثبوت فرید ملت کا 1940ء میں حیدر آباد دکن (انڈیا) سے خصوصی طور پر لاہور تشریف لانا اور 23 مارچ 1940ء میں منٹو پارک لاہور میں منعقد ہونے والی آل انڈیا مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں اپنے ایک دیرینہ دوست ڈاکٹر احسان صابری قریشی کے ساتھ متواتر تین روز تک شرکت کرنا ہے۔ اس تاریخی اجتماع میں آپ کو قائدین کے قریب نشست کا ملنا بھی آپ کے سیاسی کردار اور قائدین تحریک پاکستان کے ساتھ ایک خاص تعلق کا عکاس ہے۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ کی تقریر کے دوران ’’مسلم لیگ زندہ باد، قائداعظم زندہ باد‘‘ کے نعرے پوری قوت اور جوش وخروش سے جب حضرت فرید ملتؒ بلند کرتے تو بقول ڈاکٹر قریشی کئی بار ہماری نظریں قائداعظمؒ سے دوچار بھی ہوئیں اور وہ ہم دونوں پر بہت خوش نظر آرہے تھے اور آنکھوں ہی آنکھوں میں ہم نے قائدین سے خوب دادِ تحسین حاصل کی۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اجلاس کے فوری بعد مولوی ابوالقاسم، فضل حق مرحوم، خلیق الزماں مرحوم اور نواب زادہ لیاقت علی خان شہید نے ہمیں خصوصی شاباش دی اور دل کھول کر حوصلہ افزائی بھی کی۔ فرید ملتؒ کی نشست مرکزی قائدین کی صف کے قریب تھی، اس لیے اجلاس کے بعد قائدین کے ساتھ ملاقات کا موقع مل گیا۔ ایک تحریر میں ڈاکٹر صابری

صاحب نے انکشاف کیا کہ شرکت تو ہم دونوں نے کی تاہم پذیرائی اور خاص توجہ کا مرکز فرید ملتؒ ہی رہے۔

## ۲۔ خدمات کے اعتراف میں گولڈ میڈل

فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کو تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ اور نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن کی طرف سے تحریک پاکستان کے دوران گراں قدر ملی و قومی خدمات کے اعتراف میں خصوصی گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔ یہ گولڈ میڈل 3 فروری 2022ء کو گورنر ہاؤس لاہور میں ایک عالی مرتبت تقریب میں صدر پاکستان جناب محمد عارف علوی نے دیا جسے ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کے پوتے اور شیخ الاسلام کے صاحبزادے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے وصول کیا۔

نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن اور پاکستان ورکرز ٹرسٹ تحریک پاکستان کے گم گشتہ تحریکی کارکنوں، رہنماؤں اور قائداعظم کے تحریکی ہم نشیں اور جانثاروں کو تلاش کرکے انھیں یا پھر ان کے لواحقین کو خصوصی امتیازی اعزازات اور میڈلز سے نوازتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تحریک پاکستان کے عظیم جانثاروں اور بے مثل سپوتوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور جو عظیم کارکن اور رہنما حیات ہیں، رب عظیم انھیں تندرستی کے ساتھ عمرِ خضری عطا کرے۔

## ۳۔ فرید ملت: تحریک پاکستان کے قومی ہیرو

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کا نام مبارک تحریک پاکستان کے قومی ہیروز کی فہرست میں ایک نیا اضافہ ہے اور یہ اضافہ پاکستان ورکرز ٹرسٹ اور نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن کی خصوصی جدوجہد سے ممکن ہوا۔ قیام پاکستان کے 75 برس بعد ایک گم گشتہ سپوت پاکستان کو تلاش کرنا اور اعزاز سے نوازنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

## ۴۔ تحریک منہاج القرآن قائداعظمؒ اور علامہ محمد اقبالؒ کے نظریات اور فرمودات کا تسلسل

میری دانست میں یہ امر قابلِ فخر اور اطمینان کا موجب ہے کہ فرید ملتؒ کی وفات کے 48 برس بعد فرید ملتؒ کو بطور تحریکی ہیرو گولڈ میڈل سے نوازا جانا اس امر کا اظہار ہے کہ منہاج القرآن انٹرنیشنل کی علمی، عملی، سیاسی جدوجہد دراصل قائداعظم محمد علی جناحؒ اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کے نظریات اور فرمودات کا تسلسل ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ شعور و مقصدیت خالقِ عظیم کا ایک عظیم انعام اور نعمتِ عظمیٰ ہے اور بامقصد زندگی کا حامل شخص بلاشبہ اپنی زندگی میں ایک انجمن اور ایک تحریک ہوتا ہے۔ موت اسے فنائیت سے ہمکنار کرکے بھی حقیقی طور فنا نہیں کرپاتی بلکہ بقا عطا کردیتی ہے اور اس کی بقائے دوام زندگی لاکھوں، کروڑوں زندگیوں کو ایک نسخہ کیمیا عطا کردیتی ہے۔ فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ انہی دلربا ہستیوں میں سے ایک تھے جنہوں نے اپنی زندگی کو عین سنتِ مطہرہ کے مطابق گزارا اور بیدار روح کے ساتھ زندہ رہے اور جب دار فانی سے رخصت ہوئے تو پائندہ ہوگئے۔ کیونکہ انھوں نے امتِ مصطفوی کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی صورت میں ایک ایسے گوہر نایاب سے روشناس کرادیا جو امت مسلمہ کے لیے پارس انمول ثابت ہوا ہے۔ جس کے وجودِ زندگی بخش کے لمسِ روحانی اور عطائے علمی سے کئی جہاں زندہ ہوئے جاتے ہیں اور ہماری زنگ آلود لوہے کی مانند بے وقعت زندگیاں سونے میں تبدیل ہوگئی ہیں۔

یاد رہے اس پارس نایاب انمول کا منبع اور جائے وجود وہ نسخہ کیمیا ہے جسے دنیا فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کے نام سے موسوم کرتی ہے۔ تحریک منہاج القرآن کے وابستگان کے لیے بالعموم اور اہلیان پاکستان کے لیے بالخصوص گزارش کناں ہوں کہ حضرت فرید ملتؒ عصر حاضر کی تجدید و احیاء دین کی عالمی تحریک منہاج القرآن کے محسنِ اعظم اور موسس و موید اول ہیں۔ وہ تحریک جو سرپرست اعلیٰ اور مجدد رواں صدی، رومی ثانی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی عالمی اور دل پذیر قیادت میں گزشتہ چار دہائیوں سے شرق تا غرب سو سے زائد ممالک میں اسلام کا حقیقی تشخص قائم کیے اور حقیقی پیغام پہنچانے میں مصروف عمل ہے۔

جناب حضرت فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کو تحریک پاکستان کا ہیرو تسلیم کرنا اور 75 سال بعد گولڈ میڈل سے نوازا

جانا درحقیقت ڈاکٹر محمد طاہرالقادری بانی و سرپرست اعلیٰ تحریک منہاج القرآن کی علمی، روحانی، ملی وقومی خدمات کا سرکاری سطح پر اعتراف اور جناب قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ اقبالؒ کی جدوجہد کا پیہم تسلسل تسلیم کرنا ہے۔

## ۵۔ حضرت فریدِ ملت کی حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبالؒ سے خصوصی شرفِ ملاقات

قبلہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور راقم اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ہم نے فرید ملت کی زبان سے جناب علامہ اقبالؒ سے بنفس نفیس ملاقات کے احوال سن رکھے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت فریدِ ملت متعدد بار حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبالؒ کو خصوصی طور پر ملنے کے لیے لاہور تشریف لائے۔ میں نے فرید ملت سے ایک نجی محفل میں فرماتے ہوئے سنا کہ ایک موقع پر حکیم الامت کافی علیل تھے اور معالجین نے ملاقاتوں کا سلسلہ معطل کررکھا تھا مگر جب حکیم الامت کو ڈاکٹر فریدالدین کی آمد کا بتایا گیا تو آپؒ نے علالت کے باوجود فرید ملت سے خصوصی ملاقات کی جس کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تھا۔ یہ عمل ثابت کرتا ہے کہ فرید ملتؒ کی علامہؒ سے خصوصی شناسائی تھی اور علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ فرید ملت کے مقام و مرتبہ اور علمی حیثیت سے آگاہ تھے۔

## ۶۔ تحریک پاکستان کی فیصلہ کن جدوجہد میں حضرت فرید ملت فریدالدین قادریؒ کا ہمہ جہتی کردار

حضرت فرید ملت ڈاکٹر علامہ فریدالدین قادریؒ سیاسی و مذہبی ہر دو پلیٹ فارمز پر عملی ولولہ انگیزی سے شریک ہوئے اور قائداعظمؒ کی ولولہ انگیز قیادت میں قیام پاکستان کی فیصلہ کن تاریخ ساز جدوجہد میں باقاعدہ عملی طور پر حصہ لیا۔ فرید ملت زمانہ طالب علمی میں بھی تحریک پاکستان کے لیے کام کرتے رہے اور طلبہ تنظیموں میں اپنی شخصیت کا جادو بکھیرا اور اپنی انتھک محنت شاقہ سے ماحول میں ایک سحر طاری کردیا۔ آپ نے حیدرآباد دکن اور لکھنؤ میں قیام کے دوران تحریک آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے مسلمانوں کی آزادی اور جداگانہ تشخص کی بحالی کے لیے کی جانے والی کاوشوں میں عملی طور پر موثر کردار ادا کیا۔

## ۷۔ انتخابات منعقدہ 46-1945ء میں فرید ملتؒ کا جھنگ کی سیاست میں عملی کلیدی کردار

فرید ملتؒ نے جھنگ کی سیاست میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے کرنل عابد حسین اور دیگر نامور اکابر معززین علاقہ کے ہمراہ شب و روز 46-1945ء کے انتخابات کی انتخابی سرگرمیوں میں شرکت کی اور انتخابات میں آل انڈیا مسلم لیگ کی فتح کو یقینی بنایا۔ عملی انتخابات کے ہر مرحلہ پر گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور تاریخ کے روشن باب میں آپ کا نام سنہرے حروف سے لکھا گیا۔

## ۸۔ تقسیمِ ہند کے دوران مہاجرین کی فلاح و بہبود اور آبادکاری کے لیے فرید ملتؒ کی نمایاں خدمات

ایک طرف فرید ملتؒ نے تقسیمِ ہند کے دوران بے گھر ہونے والے مہاجرین کے لیے گراں قدر ملی وقومی سطح پر خدمات سرانجام دیں تو دوسری طرف انھوں نے لکھنو طبیہ کالج اور کنگ جارج میڈیکل کالج سے فارغ التحصیل ہونے اور ایک اعلیٰ طبی ماہر ہونے کے ناطے دوسرے رضا کاروں سے مل کر مسلمان مہاجرین کی بہت مدد کی۔ ہجرت کے دوران پھوٹنے والی وبائی امراض کا علاج ومعالجہ فرمایا۔ آپ نہ صرف طبی معالج اور تحریک پاکستان کے سیاسی ورکر اور رہنما تھے بلکہ آپ فرنگی محل لکھنو جو ایشیا کا دینی اور علمی مرکز تھا، اس کے باقاعدہ فارغ التحصیل ہونے کے ناطے نامور عالم دین اور مناظر دلپذیر بھی تھے، اسی حیثیت سے آپ نے مہاجرین کی مدد کے لیے عوام الناس میں جذبہ حب الوطنی کو اجاگر کیا اور انصار مدینہ کے ریاست مدینہ میں عملی کردار پر روشنی ڈال کر عوام کے دل مہاجرین کے لیے موم کردیئے۔

قارئین گرامی قدر! حضرت فریدِ ملت روحانیت، علمیت اور ادبیت کی ایک ضخیم کتاب کا نام ہے۔ میں نے فرید ملت کے خصوصی سیاسی کردار پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی۔ بصورت دیگر فرید ملتؒ کے علمی، روحانی ادبی کارناموں کے لیے کئی سال اور ہمہ تن گوش ماحول درکار ہے۔ ❁❁❁❁❁

# منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیراہتمام 25 شادیوں کی اجتماعی تقریب

رپورٹ: سید امجد علی شاہ (ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن پاکستان)

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیراہتمام شادیوں کی اجتماعی تقریب 20 مارچ 2022ء کو منعقد ہوئی جس میں 25 مستحق جوڑے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے، ان میں ایک مسیحی جوڑا بھی شامل تھا۔ تقریب میں صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، سیاسی، سماجی، مذہبی و شوبز و دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات نے شرکت کی۔ MWF کی طرف سے دولہوں اور دلہنوں کے ہمراہ آئے ہوئے 15 سو باراتیوں اور ان کے عزیز و اقارب کے لیے خصوصی ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔

اس موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اپنے خصوصی پیغام میں کہا کہ اسلام کی سیاسی، سماجی، اخلاقی عمارت مواخات اور صلہ رحمی پر استوار ہے۔ انصار مدینہ اور مہاجرین مدینہ کے مابین محبت و ایثار کا بندھن اس کی قابل فخر مثال ہے۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن اسلام کی عظیم فلاحی فکر کی امین ہے۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دین اسلام غریبوں، محتاجوں اور کمزوروں کے دکھ درد میں شریک ہونے اور ان کی مدد کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ تحریک منہاج القرآن مواخات مدینہ کے تصور انسانیت پر عمل پیرا ہے۔ کم آمدنی والے غریب و نادار خاندانوں کے بیٹوں اور بیٹیوں کی اجتماعی شادیاں منہاج القرآن کا طرہ امتیاز بن چکا ہے۔

تقریب منہاج یونیورسٹی لاہور میں منعقد ہوئی، ہر نوبیاہتا جوڑے کو 2 لاکھ روپے مالیت کا گھریلو سامان تحفہ میں دیا گیا۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے تمام دولہوں اور دلہنوں کو گھڑی جبکہ محترمہ فضہ حسین قادری نے تمام دلہنوں کو سونے کا سیٹ تحفے میں دیا۔

تقریب سے گفتگو کرتے ہوئے ریورنڈ پاسٹر خرم شہزاد نے کہا کہ ہم شیخ الاسلام اور منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے شکرگزار ہیں جو اس خوشی کے لمحات میں کرسچین کمیونٹی کو بھی یاد رکھتے ہیں، شیخ الاسلام نے پوری دنیا میں مذاہب عالم کے درمیان رواداری اور امن و محبت کی تعلیم دی ہے۔ صوبائی وزیر سید یاور عباس بخاری، صوبائی وزیر آشفہ ریاض فتیانہ اور پاکستان تحریک انصاف کے راہنما غلام محی الدین دیوان نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فی زمانہ مستحقین کی مدد کرنا اور ان کی خوشیوں میں شریک ہونا ایک بڑی عبادت ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔ منہاج القرآن عوامی خدمت کا جو منصوبہ بھی شروع کرتا ہے پھر اُسے بند نہیں ہونے دیتا۔ یہاں دین، تعلیم، تربیت اور ویلفیئر کے شعبہ جات میں مثالی کام ہو رہا ہے۔

سیکرٹری جنرل PAT خرم نواز گنڈاپور، منہاج یونیورسٹی لاہور کے وائس چانسلر ڈاکٹر ساجد محمود شہزاد اور ہالینڈ سے آئے ہوئے ڈاکٹر عابد عزیز نے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے فلاحی منصوبہ جات پر روشنی ڈالتے ہوئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو مبارکباد پیش کی۔

ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن سید امجد علی شاہ نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے فلاحی منصوبہ شادیوں کی اجتماعی تقاریب سے تین ہزار سے زائد جوڑے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو چکے ہیں۔ MWF پینے کے صاف پانی کی فراہمی اور آفت زدہ علاقوں میں بحالی اور تعلیم کے شعبے میں ہر سال لاکھوں روپے خرچ کرتی ہے۔

تقریب میں منہاج القرآن انٹرنیشنل کے نائب صدر بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان، محمد حسیب، محمد نعیم مغل، حاجی خالد محمود، عامر علی، فیصل علی، عاصم رفیق، محمد نعمان، فرحت نور، میڈم سمیرا احمد، میڈم عظمیٰ شفیق، علی رضا ٹائیگر، ڈاکٹر علی وقار، میاں زاہد الاسلام، حاجی محمد اسلم، شفیق رضا قادری، پروفیسر شفیق فاروقی، طاہر بھٹی، جی ایم ملک، نور اللہ صدیقی، محمد جواد حامد، راجہ زاہد محمود و دیگر راہنماؤں نے بھی شرکت کی۔ ❁❁❁❁❁

# ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی دوحہ فورم 2022ء میں شرکت

دوحہ فورم کے موقع پر صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل کی قطر کے وزیر ماحولیات
سنگاپور کے نائب وزیر خارجہ، لارڈ میئر لندن سے خصوصی ملاقاتیں

رپورٹ

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے قطر میں دوحہ فورم 2022ء میں شرکت کی۔ دوحہ فورم 2022ء میں دنیا بھر سے آئے مختلف امور کے سیکڑوں ماہرین، اسکالرز، سیاست دان، کاروباری رہنماؤں نے مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال کیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے فورم میں شرکت کی اور اس کے مختلف سیشنز میں حصہ لیا۔ دو روزہ فورم ایک نئے دور کے لیے تبدیلی کے موضوع پر منعقد کیا گیا، جس میں شریک ممالک کے خطے میں جیو پولیٹیکل سیاسی اتحاد اور بین الاقوامی تعلقات، مالیاتی نظام اور اقتصادی ترقی، قومی دفاع، سائبر اور فوڈ سیکیورٹی، موسمیاتی تبدیلی اور پائیدار ترقی سمیت دیگر موضوعات شامل ہیں۔

فورم سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کہا کہ خواتین کو تعلیم کے حق سے محروم کرنا کسی فرد یا جماعت کا صوابدیدی اختیار نہیں ہے۔ یہ ہر انسان کا تسلیم شدہ بنیادی حق ہے۔ اسلام نے مرد و عورت پر حصول علم لازم ٹھہرایا ہے۔ برادر اسلامی ملک افغانستان کے ذمہ داران علم کی اہمیت اور ناگزیریت کا احساس کرتے ہوئے خواتین پر تعلیم کے دروازے کھولیں، یہ آئندہ نسلوں کے مستقبل کا معاملہ ہے۔ افغانستان کی ترقی، استحکام اور خوشحالی علم سے وابستہ ہے۔ افغانستان کے عوام نے جنگ و جدل کی صورت میں بہت دکھ اٹھائے اب ساری توجہ ان کی ویلفیئر پر مرکوز ہونی چاہیے۔ افغانستان کی تعمیر نو میں حصہ لینے والے ممالک اپنے کنٹری بیوشن کو خواتین کی تعلیم کے ساتھ مشروط کریں۔

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے فورم کے دوران مختلف عالمی رہنماوں سے ملاقاتیں بھی کیں:

☆ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے قطر کے وزیر ماحولیات و موسمی تبدیلی شیخ فالح بن ناصر کو ماحولیاتی تبدیلیوں پر اپنا ریسرچ پیپر پیش کیا۔ شیخ فالح بن ناصر نے ریسرچ پیپر پر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا شکریہ ادا کیا اور اسے سراہا۔

☆ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے ورلڈ اکنامک فورم کے صدر Borge Brende سے بھی ملاقات کی اور انہیں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری شہرہ آفاق کتاب "A Real Sketch of the Prophet Muhammad (PBUH)" پیش کی۔

☆ سنگاپور کے نائب وزیر خارجہ محمد مالکی عثمان سے ملاقات کے دوران ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے انہیں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی مختلف تصانیف کا تحفہ پیش کیا، جسے انہوں نے بہت پسند کیا اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی علمی خدمات کی تعریف کی۔

☆ لارڈ میئر لندن Vincent Keaveny سے ملاقات کرتے ہوئے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے انہیں شیخ الاسلام کی کتاب (A Real Sketch of the Prophet Muhammad PBUH) کا تحفہ پیش کیا۔ اس موقع پر لارڈ میئر لندن نے شکریہ ادا کرتے ہوئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی علمی خدمات کو سراہا۔ ❁❁❁❁❁

# ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورہ یورپ

چیئرمین سپریم کونسل نے برطانیہ، سپین، سویڈن، ڈنمارک
اٹلی میں عظیم الشان کانفرنسز سے خطاب کیا اور ان کے
اعزاز میں پاکستانی کمیونٹی کی طرف سے تاریخی استقبالیے دیئے گئے

خصوصی رپورٹ: جی ایم ملک۔ ڈائریکٹر فارن افیئرز

گذشتہ ماہ فروری، مارچ 2022ء میں چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے برطانیہ و یورپ کا دورہ کیا۔ اس دورہ میں آپ نے منہاج القرآن انٹرنیشنل کی تنظیمات اور پاکستانی کمیونٹیز سے مختلف پروگرامز، کانفرنسز اور سیمینارز کے ذریعے تربیتی خطابات کیے اور تنظیمی گفتگو فرمائی۔ ماہ فروری میں جن ممالک کا دورہ کیا ان میں نارتھ، مڈ لینڈز، ساؤتھ انگلینڈ، سکاٹ لینڈ، سپین، فرانس شامل ہیں۔ ان ممالک کی رپورٹ ماہنامہ منہاج القرآن ماہ اپریل 2022ء میں شامل کی جا چکی ہے جبکہ ماہ مارچ میں آپ نے سپین، سویڈن، جرمنی، ڈنمارک اور اٹلی کا دورہ کیا۔ اس دورہ کی اجمالی رپورٹ نذرِ قارئین ہے۔ مکمل رپورٹ اور تصاویر کے لیے www.minhaj.org ملاحظہ کریں۔

☆ **سپین:** چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اپنے تنظیمی دورہ پر سپین پہنچے جہاں منہاج القرآن انٹرنیشنل سپین کے عہدیداروں کی طرف سے آپ کا استقبال کیا گیا اور آپ کے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر منہاج القرآن انٹرنیشنل سپین کے اعلیٰ سطحی ذمہ داران و عہدیداران نے شرکت کی۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے عشائیہ میں شریک عہدیداروں اور شرکاء سے تربیتی گفتگو کی۔

☆ منہاج القرآن انٹرنیشنل سپین کے زیراہتمام اوسپتالیت سٹی میں ورکرز کنونشن منعقد ہوا، جس میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خصوصی خطاب کیا۔ اس موقع پر منہاج القرآن انٹرنیشنل سپین کے مرکزی رہنماء اور کارکنان کی بڑی تعداد موجود تھی۔

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کہا کہ تحریک منہاج القرآن علم اور امن کے فروغ کی تحریک ہے جو پوری دنیا میں اسلام کے پرامن اور ترقی پسند تشخص کو اجاگر کر رہی ہے۔ تحریک منہاج القرآن اس صدی کی سب سے بڑی علمی اور تجدید و احیاءِ اسلام کی تحریک ہے جو دنیا کے سو سے زائد ممالک میں اتحاد و یکجہتی، امن و محبت اور علم کی شمع روشن کر رہی ہے اور لوگوں کے دلوں کو محبت و الفت کی طرف لا رہی ہے۔ ہمیں شیخ الاسلام کا دست و بازو بن کر مشن کی ترویج و اشاعت کے لیے بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے۔

ورکرز کنونشن میں پاکستان اوورسیز کمیونٹی کے چیئرمین سید ذوالقرنین شاہ، ظل حسن قادری (صدر یورپین کونسل)، حسنات مصطفیٰ ہاشمی (صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل سپین)، خرم شبیر نائب صدر، محمد اقبال چوہدری، سید رفاقت حسین شاہ، فہیم انصاری، قدیر احمد اعوان، انجم شہزاد صاحبہ (صدر ویمن لیگ سپین)، محمد صہیب (صدر یوتھ لیگ)، دانش سلیم (صدر ویلفیئر فاؤنڈیشن سپین)، عاطف احتشام (صدر ایم کیو آئی دراساناس) اور دیگر اعلیٰ سطحی عہدیداران اور رفقاء وابستگان نے شرکت کی۔ آخر میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے منہاج القرآن انٹرنیشنل سپین کے جملہ فورمز کی کارکردگی کو سراہا۔

☆ منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے اعزاز میں سپین میں مقیم پاکستانی کمیونٹی جس میں تاجر، ماہرین تعلیم، آئی ٹی ایکسپرٹس، ڈاکٹرز، سیاسی، سماجی راہ نما شریک تھے کی طرف سے عشائیہ دیا گیا۔ عشائیہ میں منہاج القرآن انٹرنیشنل سپین کے مرکزی قائدین نے بھی شرکت کی۔ عشائیہ میں چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے ریاست مدینہ کے موضوع پر فکر انگیز خطاب کیا جس پر سپین میں مقیم پاکستانی کمیونٹی کے ممتاز افراد نے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی ریاست مدینہ کے موضوع پر تحریر کی گئی تحقیقی کتاب کا سپینش زبان میں ترجمہ کروانے کا اعلان کیا۔

پاکستانی کمیونٹی کے نمائندہ افراد نے عشائیہ میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ریاست مدینہ کے اسلامی، فلاحی ماڈل پر اس سے پہلے ایسی کوئی جامع کتاب تحریر نہیں کی گئی۔ ریاست مدینہ کے سیاسی، سماجی، معاشی، انتظامی، فلاحی، عدالتی ماڈل کو سمجھنے کے لئے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی اس کتاب کا عمیق نظری سے مطالعہ ضروری ہے۔

اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے چودھری ثاقب طاہر (صدر پاک فیڈریشن سپین)، چودھری امتیاز احمد لوراں (چیئرمین مسلم لیگ کیو)، پروفیسر طاہر عظیم (صدر اوورسیز کمیونٹی سپین)، چودھری امانت علی (چیئرمین پالسن)، ظل حسن (صدر ایم کیو آئی یورپ)، حسنات مصطفیٰ ہاشمی، سید ذوالقرنین شاہ، راجہ شفیق کیانی، ڈاکٹر عرفان مجید، طاہر رفیع، جاوید مغل، راجہ ساجد محمود نے کہا کہ ایک اہم موضوع پر علمی، تحقیقی کتاب تحریر کرنے پر منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ شرکائے عشائیہ نے کہا کہ ریاست مدینہ کے آئینی، انتظامی، عدالتی پہلوؤں پر پہلی بار فکری معلومات حاصل ہوئیں۔

☆ جرمنی: چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے دورہ جرمنی کے دوران ووپڑتال میں منعقدہ تنظیمی و تربیتی نشست سے خطاب کیا۔ تربیتی نشست میں علامہ فرحت حسین شاہ (ڈائریکٹر منہاج القرآن انٹرنیشنل میونخ) علامہ حافظ حسین برمین، علامہ حافظ علی طارق، میاں عمران (صدر NEC) اور چن نصیب (سیکرٹری جنرل NEC) نے شرکت کی۔ اجلاس میں ووپڑتال کے علاوہ دیگر شہروں سے بھی افراد نے شرکت کی۔

اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے چیئرمین سپریم کونسل نے کہا کہ تحریک منہاج القرآن کا مشن اخوت کا پیغام ہے کہ ایک دوسرے سے میل ملاپ رکھا جائے، ایک دوسرے سے محبت کا برتاؤ کیا جائے اور ایک دوسرے کے ساتھ تنگ دستی کے وقت مالی تعاون کیا جائے۔ اس روش کو اپنانے سے اللہ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔

☆ منہاج القرآن انٹرنیشنل جرمنی کے تعاون سے پاکستان جرمن ایوریئنس اینی شیٹیو فورم کے زیراہتمام ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے اعزاز میں ایک ملاقاتی عشائیہ کا انعقاد کیا گیا، جس میں جرمنی میں مقیم پاکستانی کمیونٹی کے مختلف ماہرین نے شرکت کی۔ اس موقع پر چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے جرمنی میں موجود نوجوان نسل میں مذہبی شعور کے حوالے سے گفتگو کی۔ اس موقع پر ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے ریاست مدینہ کے قیام اور وہاں مختلف مذاہب کی بین المذاہب آزادی کے حوالے سے بھی شرکاء کو بریفنگ دی، جسے بہت سراہا گیا۔

☆ منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی زیرصدارت نیشنل ایگزیکٹوکونسل جرمنی کے اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں صدر NEC میاں عمران الحق، سیکرٹری جنرل ڈاکٹر چن نصیب، حافظ سردار افتخار احمد اور ممبران NEC نے شرکت کی۔ اس موقع پر اجلاس میں این ای سی ممبران نے کارکردگی رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے کونسل کی طرف سے آئندہ کے تعلیمی و تربیتی اہداف کے بارے بھی چیئرمین سپریم کونسل کو بریفنگ دی۔ اجلاس میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے NEC کی شاندار دعوتی خدمات کو سراہا اور اجلاس کے شرکاء و تمام ذمہ داران کو مبارک باد بھی دی۔

☆**سویڈن:** چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری 4 روزہ تنظیمی دورے پر سویڈن کے شہر مالمو پہنچے۔ چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل 4 روزہ دورہ سویڈن کے دوران پہلے مرحلے میں لوکل ایگزیکٹو کونسل سے میٹنگز کے ساتھ ساتھ منہاج القرآن مالمو میں ''شبِ توبہ اور ہماری زندگی'' کے موضوع پر خصوصی خطاب کیا۔ دوسرے مرحلے میں آپ سویڈن کے شہر سٹاک ھالم پہنچے جہاں پر آپ نے پاکستانی کمیونٹی، مذہبی، سماجی تنظیمات اور ثقافتی، ادبی شخصیات سے ملاقات کی اور ایک عظیم الشان کانفرنس میں خصوصی شرکت وخطاب بھی کیا اور منہاج القرآن انٹرنیشنل سویڈن کی نیشنل ایگزیکٹو کونسل کے اجلاس کی صدارت بھی کی۔

☆ منہاج القرآن انٹرنیشنل Hallunda Folkets Hus سویڈن کے زیراہتمام کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں سویڈن میں تعینات پاکستان کے سفیر ڈاکٹر ظہور احمد نے خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر سماجی، مذہبی، فلاحی شخصیات، پاکستانی کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے مرد وخواتین اور منہاج القرآن انٹرنیشنل سویڈن کے رفقاء و وابستگان نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کہا کہ احترامِ انسانیت منہاج القرآن کی دعوت کی اساس ہے اور تحریک کی ساری دنیا میں پذیرائی کی وجہ یہ ہے کہ اس تحریک نے انسانیت، محبت اور امن کا مصطفوی پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا۔ پاکستانی سفیر ڈاکٹر ظہور احمد نے کانفرنس سے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے بارے میں پھیلائی گئی غلط فہمیوں کے سد باب کے لیے تحریک منہاج القرآن اور ڈاکٹر طاہرالقادری کی خدمات قابلِ تحسین ہیں۔ آج تہذیبوں کے مابین مکالمہ اور امن ومحبت پر مبنی جذبات پروان چڑھانے کی ضرورت ہے۔

اس موقع پر علامہ ذاکر حسین، ظل حسن، MQI یورپ زون 1 کے صدر علامہ سید محمود شاہ الازہری، صدر MQI ڈنمارک ڈاکٹر عرفان ظہور، علی عمران قادری (صدر منہاج ایجوکیشن بورڈ یورپ)، شیخ اعجاز (صدر MWF سویڈن)، شیخ بابر شفیع شیخ (جنرل سیکرٹری سویڈن)، میاں عمران الحق (صدر MQI جرمنی)، ڈاکٹر چن نصیب (جنرل سیکرٹری MQI جرمنی)، عامر صادق (صدر MQI مالمو)، چوہدری رحمت علی، شفقت کھٹانہ ایڈووکیٹ، میاں یاسین اعجاز، ڈاکٹر عبدالرزاق، ارشد علی گجر، سجاد حسین قادری، شہیب بٹ، قاری خالد محمود قادری، اشرف علی، فیصل نذیر، افتخار حیدر، احمد فیاض، محمد نوید احمد، عالم عباسی، رضوان رحمت علی، مسعود طارق، امان اللہ گل، میاں انصر، ارشد ملتانی، انصر اقبال بسراء، حاجی الیاس، افضل بارو، سرفراز احمد، عادل شہزاد، بشارت حسین، ذوالفقار علی اور ندیم علی نے بھی کانفرنس میں شرکت کی۔

☆**ڈنمارک:** چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری 4 روزہ تنظیمی دورہ پر ڈنمارک پہنچے۔ کوپن ہیگن ایئرپورٹ پر پہنچنے پر منہاج القرآن کے رہنماؤں نے آپ کا استقبال کیا۔ اس موقع پر سید محمود شاہ، چوہدری اکرم جوڑا، ڈاکٹر عرفان، ظہور احمد، رضوان احمد چوہدری، فیصل نجیب، ظل حسن، اویس وڑائچ، بابر شفیع شیخ، بلال اوپل، قیصر نجیب، صبغت ریاض، شفقت ریاض، علی عمران اور منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک کے جملہ فورمز (یوتھ لیگ، ویمن لیگ، سسٹر لیگ) کے ذمہ داران اور رفقاء و وابستگان موجود تھے۔

☆ منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک کی ایگزیکٹو باڈی نے چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے ساتھ ویلبی سنٹر میں ملاقات کی۔ نشست میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے مرکزیت کے موضوع پر تربیتی گفتگو فرمائی۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک کے صدر ڈاکٹر عرفان ظہور نے منہاج القرآن ڈنمارک کے مختلف جاری منصوبہ جات، تعلیمی منصوبہ جات، جدید تقاضوں کے مطابق تعلیمی نصاب کی فراہمی، منہاج القرآن کے تنظیمی ڈھانچے کی ترقی، منہاج القرآن ڈنمارک کے دفتری ریکارڈ کی تشکیل سمیت دیگر اہم امور بارے تفصیلی بریفنگ دی۔ چیئرمین سپریم کونسل نے منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے تمام

عہدیداروں کو مبارکباد بھی دی۔

اس موقع پر منہاج یورپین کونسل کے صدر ظل حسن نے آئندہ دو سال کے لیے منتخب منہاج القرآن ڈنمارک کی ایگزیکٹیو ٹیم بھی اعلان کیا۔ آخر میں نومنتخب باڈی کی تقریب حلف برداری بھی ہوئی، جس کے بعد چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے منہاج القرآن ڈنمارک کے عہدیداروں، قائدین و کارکنان اور وابستگان کو مختلف امور میں اعلیٰ کارکردگی پر تعریفی سرٹیفکیٹس اور شیلڈز بھی دیں۔

☆ چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کوپن ہیگن میں منہاج القرآن کے زیرتعمیر سینٹر ایمگر کا دورہ کیا۔ اس موقع پر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک ایمگر کے صدر یاسر گوندل، جنرل سیکرٹری اسد نذیر اور دیگر عہدیدار بھی موجود تھے۔ انہوں نے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کو تعمیراتی پراجیکٹ بارے تفصیلی بریفنگ دی۔

☆ منہاج القرآن انٹرنیشنل کوپن ہیگن، ڈنمارک کے زیراہتمام منعقدہ علماء کرام کے ساتھ علمی اور فکری نشست سے خطاب کرتے ہوئے چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کہا کہ علماء کرام بدلتے حالات کے تناظر میں شرعی احکامات کے متعلق امت کی رہنمائی کریں۔ اعتدال پر مبنی رویوں کو فروغ دینا علمائے کرام کی دینی، قومی و انسانی ذمہ داری ہے۔ نوجوانوں کو دین کی رہنمائی مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے اخلاق و کردار سازی پر بھی خصوصی توجہ مرکوز کر کے قومی، ملی اور اسلامی ذمہ داری ادا کریں۔ علماء کرام کے وفد میں ڈاکٹر محمد ادریس الازہری (پرنسپل منہاج سکول آف اسلامک سائنسز ڈنمارک)، پروفیسر محمد سعید احمد چشتی (ڈائریکٹر اسلامک سنٹر البرٹ سلنڈ ڈنمارک)، علامہ حافظ نفیس احمد (ڈائریکٹر ڈانسک ثقافتی ایسوسی ایشن ڈنمارک)، علامہ ماجد خان (امام و خطاب مکی مسجد کوپن ہیگن)، علامہ قاری اسمٰعیل تونسوی (ڈائریکٹر ہوج تاسترپ اسلامک سنٹر ڈنمارک)، علامہ امتیاز علی (امام وخطیب عثمانیہ اسلامک سنٹر امیگر ڈنمارک)، علامہ حافظ محمد اشتیاق الازہری (ڈائریکٹر منہاج القرآن امیگر)، حافظ آفتاب احمد رانجھا (امام وخطیب اسلامک سنٹر البرٹ سلنڈ ڈنمارک)، علامہ حافظ عتیق ہزاروی (ڈائریکٹر منہاج القرآن ویلبی)، علامہ حافظ ظہیر احمد (منہاجین)، علامہ محمد ابرار ظفر (منہاجین)، قاری محمد ندیم اختر (ہیڈ حفظ و ناظرہ منہاج سکول آف اسلامک سائنسز ڈنمارک) اور حمزہ یوسف (جنرل سیکرٹری پبلیکیشن MEC) شامل تھے۔ اس موقع پر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک کے صدر ڈاکٹر عرفان ظہور بھی موجود تھے۔

☆ چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک کے زیراہتمام منہاج القرآن اسلامک سنٹر نارتھ ویسٹ میں منعقدہ ورکرز کنونشن میں خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈنمارک ڈاکٹر عرفان ظہور نے NEC کی نئی ٹیم کا اعلان کیا، ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے منتخب ہونے والے نئے ذمہ داران اور ورکرز کنونشن کے انعقاد پر مبارکباد دی اور جملہ فورمز کی کارکردگی کو سراہا۔

☆ **اٹلی:** چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری 4 روزہ تنظیمی دورہ پر اٹلی پہنچے۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اپنے اٹلی دورہ کے دوران مختلف شہروں میں اسلامک سنٹرز کا وزٹ، پاکستانی کمیونٹی، مذہبی، سماجی، ثقافتی، ادبی شخصیات سے ملاقاتیں کیں، ورکرز کنونشنز میں شرکت کی اور مختلف شہروں میں منعقدہ تنظیمی و تربیتی تقریبات سے خطاب کیا۔

☆ چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے منہاج القرآن اسلامک سنٹر نووارا میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا اور بعد ازاں پاکستانی کمیونٹی اور منہاج القرآن کے قائدین رفقاء و وابستگان نے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری سے ملاقات بھی کی۔

☆ چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے منہاج القرآن انٹرنیشنل میلان کے نئے اسلامک سنٹر کا دورہ بھی کیا۔ اس موقع

پر انہوں نے کہا کہ منہاج القرآن کے اسلامک سنٹر کمیونٹی سینٹر بھی ہیں، جہاں دینی علوم وفنون کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ لوگوں کی سہولت کے لیے کمیونٹی سروسز بھی دی جاتی ہیں۔

☆ منہاج القرآن انٹرنیشنل سیریاتے بیرگامو کی طرف سے چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا گیا، جس میں پاکستانی کمیونٹی کی سماجی، کاروباری شخصیات اور منہاج القران کے رفقاء و وابستگان نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر اعجاز یوسف اعوان، سید غلام مصطفیٰ مشہدی، میاں عمران الحق، ڈاکٹر چن نصیب، چوہدری اقبال وڑائچ، سرمد جاوید وڑائچ، راجہ ساجد حبیب، فیض عالم قادری، فیصل تارڑ، میاں اشرف، سیف اللہ تارڑ، صوفی محمد عمر حیات، میاں محمد شبیر، عامر سجاد، چوہدری طارق، علامہ مختار احمد قادری، علامہ کاشف احمد، شیخ عمر محمد افضل اور چوہدری ریاض کے علاوہ نارتھ اٹلی کی نووارہ، دیزیو، میلان، بریشیاء اور انظمیہ کی تنظیمات کے قائدین و کارکنان اور رفقاء و وابستگان نے شرکت کی۔

منہاج القرآن انٹرنیشنل سیریاتے بیرگامو، اٹلی کے زیراہتمام منعقدہ ورکرز کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کہا کہ اچھا اخلاق اچھے مسلمان کی پہچان ہے، تربیت کے بغیر حاصل کیا گیا علم نفع بخش نہیں، خود میں حسن اخلاق پیدا کریں، اخلاق سے مراد یہ ہے کہ دوسروں کی برائیوں پر نظر رکھنے کی بجائے اپنی ذات کا محاسبہ کیا جائے، اچھے اخلاق والا وسیع النظر، وسیع القلب، وسیع الظرف ہوتا ہے، ادب انسان کو اخلاق کی بلندیوں تک لے جاتا ہے، ادب، عمل اور کردار کے بغیر علم بے فائدہ ہے۔ افسوس آج تعلیمی اداروں میں تعلیمی نصاب تو پڑھایا جاتا ہے مگر اخلاق اور تربیت کی کمی ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے علم اور تربیت کو یکجا کیا ہے۔

ورکرز کنونشن میں ڈائریکٹر منہاج القرآن انٹرنیشنل سیریاتے بیرگامو اٹلی علامہ مختار احمد قادری نے چیئرمین سپریم کونسل کو خوش آمدید کہا اور نارتھ اٹلی میں مختلف جاری منصوبہ جات اور اہم تنظیمی امور کے متعلق تفصیلی بریفنگ دی۔ چیئرمین سپریم کونسل نے تنظیمات کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے مبارکباد پیش کی۔

☆ چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اٹلی کے 4 روزہ تنظیمی دورہ کے دوران بریشیاء پہنچے۔ جہاں مقامی تنظیم کے قائدین و کارکنان نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا اور گلدستے پیش کیے۔ بریشیاء پہنچنے کے بعد منہاج القرآن انٹرنیشنل بریشیاء سٹی کے قائدین و کارکنان اور رفقاء و وابستگان نے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری سے ملاقات بھی کی۔

☆ چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے بریشیاء اٹلی میں ''رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ'' کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ کی ذات گرامی کائنات کے لیے سراپا رحمت وشفقت ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اخلاق عالیہ کا وہ پیکرِ اتم تھی، جس کی نظیر پورے عالم میں نہیں ملتی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے منہاج القرآن انٹرنیشنل اور اپنے خطابات کے ذریعہ محبت وعشقِ رسول ﷺ کے اخلاق اور تعلیمات کو عملی فروغ دیا۔ کانفرنس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام، سماجی، کاروباری شخصیات، پاکستانی کمیونٹی اور منہاج القرآن انٹرنیشنل نارتھ اور ساؤتھ اٹلی کے ذمہ داران و کارکنان، رفقاء و وابستگان کی بڑی تعداد شریک ہوئی۔ کانفرنس میں علامہ غلام مصطفیٰ مشہدی، قاری مشاق احمد، علامہ مختار احمد قادری، حافظ محمد حسین سلطانی، علامہ طالب حسین، علامہ امتیاز صاحب، علامہ عبدالقادر درویش، علامہ مقصود احمد، علامہ ڈاکٹر توصیف احمد اور علامہ وقار احمد قادری، عمر نعیم جوڑا، عثمان الطاف (فرانس) اور اٹلی کی جملہ تنظیمات کے عہدیداران نے بھی شرکت کی۔

☆ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کارپی (اٹلی) میں رحمۃ للعالمین کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کائناتِ انسانی کے وہ عظیم رہبر ہیں، جنہوں نے انسانی حقوق کے حوالے سے ایک جامع چارٹرڈ پیش کیا۔ آقا علیہ السلام کا میثاق مدینہ کائناتِ انسانی کا پہلا امن معاہدہ تھا جو حضور ﷺ نے کفار کے ساتھ کیا۔ یہ معاہدہ عالمی قیام امن کی عظیم مثال ہے۔ دنیا کے اس پہلے

تحریری دستور میں آقا علیہ السلام نے یہود کے کلچر، ثقافت، مذہب اور سیاست سمیت دیگر شعبوں کو تحفظ دیا۔

کانفرنس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام، پاکستانی کمیونٹی کی مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی شخصیات محمد علی، سید جمیل شاہ (یونان) اور منہاج القرآن انٹرنیشنل اٹلی اورسٹی کارپی کے ذمہ داران و کارکنان، رفقاء و وابستگان کی بڑی تعداد شریک ہوئی۔ پروگرام میں نقابت کے فرائض حافظ محمد رئیس قمر ڈائریکٹر منہاج القرآن سنٹر کارپی نے ادا کیے۔

کانفرنس کے اختتام پر چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے منہاج القرآن کارپی کے تنظیمی ذمہ داران کو بہترین کارکردگی پر شیلڈز پیش کیں۔

☆ چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری دورہ اٹلی میں ناپولی بھی تشریف لے گئے، جہاں منہاج القرآن انٹرنیشنل ناپولی ذمہ داران اور رفقاء و وابستگان نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا۔ ناپولی پہنچنے پر منہاج القرآن انٹرنیشنل ناپولی ساؤتھ اٹلی کے ذمہ داران نے کے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے ساتھ ملاقات کی۔ انہوں نے چیئرمین سپریم کونسل کو تنظیمی امور کی کارکردگی رپورٹ پیش کی جس پر انہوں نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے جملہ ذمہ داران کی کارکردگی کو سراہا۔ ملاقات میں چوہدری اقبال وڑائچ، شاہد حمید اعوان، شاہد نصرت، سید غلام مصطفی مشہدی، محمد احمد، محمد طیب اور اجمل چیمہ بھی موجود تھے۔ ❁❁❁❁❁

## منہاج ایشین کونسل و ایشین ممالک کا آن لائن تربیتی کیمپ

## ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا خطاب

تحریک منہاج القرآن کی نظامت امور خارجہ کے زیراہتمام منہاج ایشین کونسل و ایشین ممالک کے پہلے سہ ماہی آن لائن تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ آن لائن تربیتی کیمپ میں منہاج ایشین کونسل اور ایشین ممالک کی نیشنل ایگزیکٹو کونسلز، لوکل ایگزیکٹو کونسلز کے صدور، ناظمین، جملہ ذمہ داران اور کارکنان شریک ہوئے۔

اس موقع پر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے اظہار خیال کرتے ہوئے منہاج ایشین کونسل اور ایشین ممالک کی تنظیمات کی کارکردگی کو سراہا اور منہاج القرآن کے عالمگیر دعوتی و تنظیمی نیٹ ورک کو مزید موثر انداز میں پھیلانے اور کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کے لئے بھی ہدایات دیں۔

تربیتی کیمپ میں تلاوت قرآن مجید کی سعادت قاری محمد عثمان (ہانگ کانگ) اور قاری محمد نعیم قادری (ملائیشیا) نے حاصل کی، نعمان اعجاز (جاپان) نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔

کیمپ میں ڈائریکٹر امور خارجہ جی ایم ملک نے تنظیمی نظم کے حوالے سے گفتگو کی۔ صدر منہاج ایشین کونسل علی عمران قادری نے استقبالیہ کلمات ادا کیے، تمام شرکاء کو خوش آمدید کہا اور ایشیائی ممالک کے صدور نے کارکردگی رپوٹ پیش کی۔

ہانگ کانگ سے حاجی نجیب اور حفیظ نے انتہائی خوبصورت ملٹی میڈیا پریزنٹیشن کے ذریعے کارکردگی رپورٹ پیش کی۔ جاپان سے صدر سید مطہر شاہ اور ناظم جاپان اکمل حسین نقوی نے کارکردگی رپورٹ پیش کی۔

ملائیشیا سے صدر عبدالرسول بھٹی، ساؤتھ کوریا سے صدر شہزاد علی بھٹی، چلی سے احمد حسن سلہریا، برونائی سے ذوالفقار علی، تائیوان سے ناصر چوہدری اور چائنہ سے محمد حفیظ نے کارکردگی رپورٹس پیش کیں۔

# ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی دوحہ فورم 2022ء میں شرکت: عالمی رہنماؤں سے ملاقاتیں

نائب وزیر خارجہ سنگاپور

وزیر ماحولیات قطر

لارڈ میئر لندن

صدر ورلڈ اکنامک فورم

# منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام 25 اجتماعی شادیوں کی 18 ویں سالانہ تقریب

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
MAY-2022
LAHORE
Regd CPL No.41

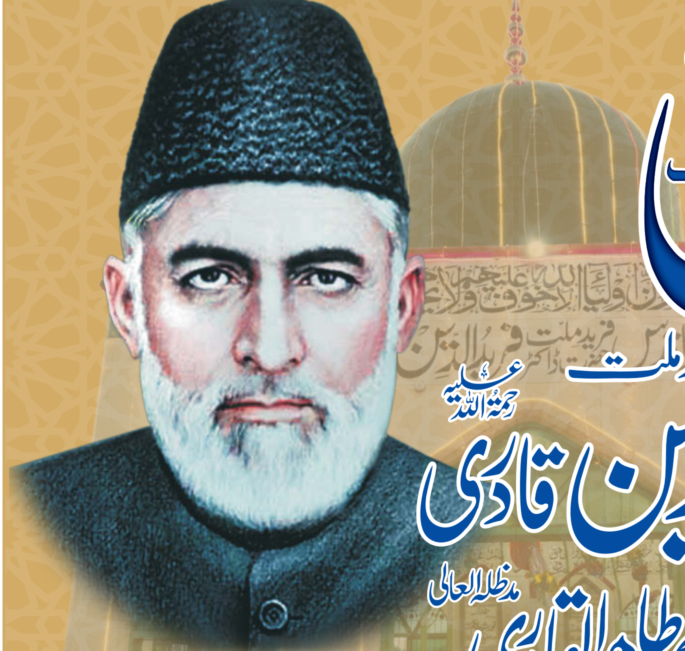

49 واں
سالانہ
عرس مبارک

فریدِ ملت
ڈاکٹر فرید الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

والد گرامی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی

تاریخ: 16 شوال 1443ھ

بمقام: دار العلوم فریدیہ قادریہ ملحقہ دربار فریدِ ملت بستی لوہلے شاہ جھنگ صدر

## پروگرام ان شاء اللہ

قرآن خوانی —— بعد نماز فجر تا ظہر
رسم چادر پوشی —— بعد نماز عصر
خصوصی خطاب —— بعد نماز عشاء
غسل دربار شریف —— بعد نماز ظہر
محفل ذکر مصطفیٰ —— بعد نماز مغرب
آخر میں لنگر تقسیم ہوگا

خواتین کیلئے باپردہ انتظام

خصوصی خطاب
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری
(چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل)

زیرِ صدارت
صاحبزادہ
محمد صبغت اللہ قادری
ایڈمنسٹریٹر دربار فریدِ ملت

زیرِ نگرانی
علامہ حافظ
عبد القدیر قادری
ڈائریکٹر دار العلوم ہذا

خصوصی آمد
مرکزی قائدین،
مشائخ و سکالرز

چیف آرگنائزر
محمد جواد حامد
ڈائریکٹر ایڈمن و اجتماعات منہاج القرآن انٹرنیشنل

شیخ الاسلام
ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی
کی مختلف موضوعات پر مشتمل کتب،
سی ڈیز لائبریری
دار الفرید المعروف فریدیہ ٹرسٹ
محلّہ پرانی عید گاہ جھنگ صدر
میں دستیاب ہیں
اوقات روزانہ عصر تا مغرب

داعی الی الخیر صاحبزادہ محمد طاہر قادری و تحریک منہاج القرآن جھنگ
0334-6331063 , 0333-6767094